ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعدلھم عذابا مھینا (الاحزاب:٥٧)

گستاخیٔ رسول ﷺ

کرنے والوں کے بارے میں

شرعی فیصلہ

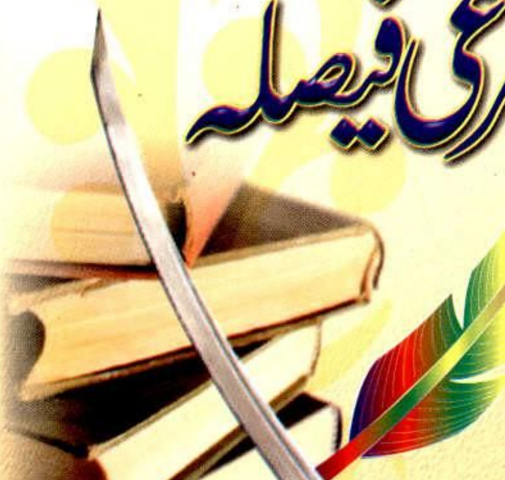

از قلم

مفتی محمد شعیب حقانی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن

الحذیفہ

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا (الاحزاب: ۵۷)

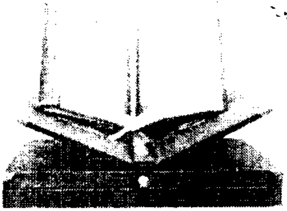

گستاخی رسول ﷺ

کرنے والوں کے بارے میں

شرعی فیصلہ

از قلم

مفتی محمد شعیب حقانی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن

الحدیقہ

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب:	گستاخِ رسول کے بارے میں شرعی فیصلہ
مرتب:	محمد شعیب حقانی
اشاعت اول:	جنوری **2011**
تعداد:	**1000**
اشاعت دوم:	فروری **2011**
تعداد:	**2000**
صفحات:	**60**
قیمت:	**40/=** روپے
ناشر:	حدیقۃ القرآن خیبر مسجد علیگڑھ بس اسٹاپ
کمپوزنگ:	فرحان کلیم مکتبۃ الحمد **021-34858688** بنوری ٹاؤن کراچی
تزئین:	الخطاط گرافکس پٹھان کالونی **0342-2087277**

(اشاعتِ اوّل میں جو کتابت کی غلطیاں رہ گئی تھیں اشاعتِ دوم میں ان کی تصحیح کی کوشش کی گئی ہے تاہم پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں)

(0333-2945242،0305-2024430)

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
6	انتساب	1
7	عرضِ مؤلف	2
8	یوسف کے خریدار	3
10	علمائے کرام کی تقاریظ	
10	حقیقت یہ ہے (مولانا فضل محمد صاحب)	4
12	زبانی دعوے..... افسوس ناک لاپروائی (مولانا نورالہدیٰ صاحب)	5
13	قصہ مختصر (مفتی عبدالمجید دین پوری صاحب، مفتی انعام الحق صاحب)	6
15	ایک ضروری یادداشت (مفتی محمد زرولی خان صاحب)	7
18	ابدی کامیابیوں کا مژدہ (مولانا منظور احمد مینگل صاحب)	8
20	ایک دینی اور شرعی فریضہ (مفتی محمد عبدالمنان صاحب)	9
23	ناموس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان (مولانا عزیز الرحمٰن صاحب)	10
26	مضبوط سہارا ''دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' (مولانا سیّد عدنان کاکاخیل)	11
28	آخری ڈھال..... عظیم سعادت (مفتی محمد نعیم صاحب)	12
30	پانچ باتیں (مفتی رفیق احمد بالاکوٹی صاحب)	13
34	منتخب افراد (مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب)	14
35	بابِ اول مسلمانوں کے نام ایک پیغام	15
36	مسلمانوں کے تین عظیم سرمائے بیت اللہ	16
36	کتاب اللہ	17
36	رسول اللہ	18
42	بابِ دوم گستاخِ رسول کی سزا کا بیان	19

20	**توہینِ رسالت کی سزا قرآنِ کریم سے**	42
21	تفسیر مظہری	42
22	تفسیر معارف القرآن	42
23	تفسیر قرطبی	42
24	تفسیر نظم الدرر	43
25	تفسیر روح المعانی	43
26	تفسیر ابنِ عباس	43
27	تفسیر کبیر	43
28	تفسیر ابن کثیر	43
29	**احادیثِ مبارکہ میں شاتمِ رسول کی سزا**	44
30	بخاری شریف	44
31	فتح الباری	45
32	ابوداؤد شریف	46
33	فضل المعبود شرح سنن ابی داود	46
34	عون المعبود	47
35	ترمذی شریف	47
36	تحفۃ الاحوذی	47
37	**مذاہبِ اربعہ میں گستاخِ رسول کی سزا**	
38	فقہائے کرام کے اقوال	47
39	**فقہ حنفی**	47
40	خلاصۃ الفتاویٰ	47
41	البحر الرائق	48
42	تنبیہ الولاۃ والحکّام	48

43	فتاویٰ شامی	49
44	فقہ شافعی	50
45	التہذیب	50
46	الایصال فی المحلی بالأ ثار	50
47	الحاوی الکبیر	51
48	فقہ مالکی	51
49	حاشیۃ الدسوقی	51
50	شرح الزرقانی	51
51	الذخیرہ	51
52	فقہ حنبلی	52
53	المغنی	52
54	کتاب الفروع	52
55	ھدایۃ الراغب	53
56	اجماعِ امت	53
57	الصارم المسلول علی شاتم الرسول	53
58	السیف المسلول	53
59	منکرِ اجماعِ امّت کا حکم	53
60	انسانیت کے ناطے گستاخِ رسول سے ہمدردی کا حکم	54
61	محبت کے ناطے گستاخِ رسول سے ہمدردی کا حکم	54
62	خلاصہ کلام	55
63	خاتمہ	57
64	بد بخت گستاخوں کے نام اوران کو ختم کرنے والے خوش نصیب	57

انتساب

ساقی کوثر، شافع محشر

خاتم الانبیاء

حضرت محمد ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے نام جن کی گستاخی کی سزا صرف اور صرف قتل ہے

نحمد و نصلی علی رسوله الکریم امّا بعد!

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو اتنا بلند کیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں (معاذ اللہ) گستاخی کی ناپاک جسارت کرنے والے کی سزا، شریعت نے قتل مقرر کی ہے اور یہی سزا الحمد للہ ہمارے ملک پاکستان کے آئین و دستور میں بھی مقرر ہے۔[1]

لیکن ہمیشہ سے اغیار کی یہی کوششیں ہیں کہ پاکستانی دستور سے آئین کی اس شق کو ختم کیا جائے اس مذموم کوشش کے لیے وہ خود بھی سرتوڑ محنت میں لگے ہوئے ہیں اور اپنے ایجنٹوں کو بھی اس کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور جواز یہ پیش کر رہے ہیں کہ اس قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔

جبکہ دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہ اقلیتوں کے ساتھ زیادتی ہے، لیکن یہ دونوں باتیں بالکل بے اصل ہیں کیونکہ اگر کوئی قانون غلط استعمال ہو رہا ہو تو قانون کو ختم نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے غلط استعمال کو روکا جاتا ہے۔ جبکہ یہ کہنا کہ یہ اقلیتوں کے ساتھ زیادتی ہے یہ بات بھی بالکل فضول ہے، کیونکہ یہ قانون صرف اقلیتوں کے لیے نہیں بلکہ اگر کوئی مسلمان بھی (معاذ اللہ) گستاخی کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا بھی قتل ہے لہٰذا اس قانون میں کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں، بلکہ اسلام تو تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے، انکی عزت و احترام کا حکم اور انکو بری نگاہوں سے دیکھنے والے کو (جرم ثابت ہونے کے بعد) ختم کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اس رسالہ میں بندہ نے انتہائی اختصار کے ساتھ قرآن، حدیث، فقہ، مذاہب اربعہ اور اجماعِ امّت کی روشنی میں گستاخِ رسول کی سزا کو بیان کیا ہے اور اس پر تمام بڑے جامعات کے اکابر اہلِ علم سے تقاریظ لی ہیں تاکہ بات میں وزن اور دلیل میں قوت مزید زیادہ ہو۔

---

[1] جیسا کہ قانون توہین رسالت اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C کی عبارت ہے:
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت خلاف شان الفاظ استعمال کرنا: جو کوئی الفاظ سے خواہ وہ منہ سے بولے جائیں یا لکھے گئے ہوں یا نظر آنے والے نمونوں سے یا کسی اتہام، چالاکی یا کنایہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ مقدس پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبرک نام کی بے حرمتی کرے تو اسے موت کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔
ضابطہ: قابلِ دست اندازی پولیس، نا قابل ضمانت، نا قابل راضی نامی۔ (ماخوذ از ماہنامہ ''البلاغ'' صفر المظفر ۱۴۳۲ھ)

رسالہ دو ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے، بابِ اول میں مسلمانوں کے نام ایک پیغام ہے جبکہ بابِ دوم میں گستاخِ رسول کی سزا شریعت کی روشنی میں بیان ہوئی ہے۔ اور خاتمہ میں مولانا مقصود احمد شہید رحمہ اللہ کی کتاب (غازی علم دین سے غازی عامر چیمہ تک) سے دور نبوت تا دور حاضر کے گستاخوں کے نام اور ان کو واصل جہنم کرنے والے خوش نصیب افراد کے ناموں کی فہرست شامل ہے۔ تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ گستاخِ رسول کے بارے میں قتل کی سزا صرف کتابی نہیں بلکہ اس پر ہر دور میں عمل بھی ہو چکا ہے۔

یوسف کے خریدار:

جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بازار میں لائے گئے تو ان کو حاصل کرنے کے لیے کسی کے پاس بے انتہا سونا تھا تو کسی کے پاس چاندی، کسی کے ہاتھ میں ہیرے تھے تو کسی کے ہاتھ میں جواہرات۔ ہر ایک حضرت یوسف علیہ السلام کو حاصل کرنے کی کوشش میں تھا، جبکہ ان لوگوں میں ایک بوڑھی عورت بھی تھی جس کے ہاتھ میں صرف ایک رسی تھی۔ کسی نے پوچھا اماں! کیا کر رہی ہو؟ بولی یوسف کو خریدنا چاہتی ہوں۔ پوچھنے والے نے جواب دیا کہ یوسف کے خریدنے کے لیے تو ہیرے جواہرات لائے گئے ہیں، آپ کو اس رسی کے بدلے یوسف کیسے مل سکتا ہے؟ اماں نے بڑا پیارا جواب دیا کہ ہاں! یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ یوسف کا خریدنا میرے بس کی بات نہیں، لیکن جب قیامت کے دن یوسف کے خریداروں کی لائن لگ جائے گی تو اس میں میرا بھی شمار ہو گا۔

اس لیے میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بیان کرنا کسی انسان کی بس کی بات نہیں بلکہ ایک شاعر نے کیا خوب ہی کہا ہے

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہ تعریف بیان کرنا مخلوق کی بس کی بات نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہے۔

چند اوراق اس لیے لکھے گئے تا کہ ہمارا نام بھی یوسف کے خریداروں میں شامل ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سیرت نگاروں نے ایسا بیان کیا کہ کتابوں کی کتابیں بھری ہیں تاہم ہمیں بھی امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارا نام بھی یوسف کے خریداروں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناء خوانوں میں) شامل ہوگا اور اس سے بڑھ کر ہمیں کچھ اور نہیں چاہئے۔

بندہ اپنے تمام اساتذہ کرام اور ان اہلِ علم حضرات کا تہہ دل سے شکر گذار ہے جنہوں نے اس سلسلہ میں بندہ کو مفید مشوروں سے نواز کر رسالہ پر سنہری الفاظ میں تقاریظ بھی تحریر فرمائیں۔ خصوصاً جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، جامعہ فاروقیہ، جامعۃ الرشید اور دارالعلوم کراچی کے اہل علم حضرات کا، جنہوں نے دلائل، مضمون اور املاء کی تصحیح پر خاصی توجہ فرمائی اور تقاریظ کو پڑھ کر ان کو ادبی نام سے موسوم کیا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے علم، عمل اور عمر میں اضافہ فرمائے، اسی طرح بندہ اپنی والدہ صاحبہ، بھائی قاری عثمان غنی نعمانی صاحب کا بھی مشکور ہے جن کی محنت اور دعاؤں کی بدولت بندہ قلم اٹھانے کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ اس کاوش کو امتِ مسلمہ کے مرحومین کے لیے عموماً اور پیارے والد صاحب کے لیے خصوصاً صدقہ جاریہ بنائے اور روزِ محشر اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس سے ملے ہوئے آبِ کوثر سے ہماری پیاس بجھائے۔

حتی الامکان کوشش کے باوجود اگر رسالے میں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس سے ضرور مطلع کیا جائے۔ اس موضوع پر مزید لکھنے کی تمنا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو آسان فرمائے۔

والسلام

محمد شعیب حقانی

فاضل و متخصص فی الفقہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

0333-2945242, 0305-2024430

19 محرم 1432ھ

علمائے کرام کی تقاریظ

حقیقت یہ ہے

مولانا فضل محمد صاحب

استاذِ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

نحمد و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

دینِ اسلام ایک مکمل، کامل بلکہ اکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے مسائل کا حل موجود ہے، خواہ ان مسائل کا تعلق انسان کی نجی زندگی اور عبادات سے ہو یا قومی و ملی اور ملکی معاملات سے ہو۔ وہ مسائل داخلی سیاست سے متعلق ہوں یا خارجی سیاست سے اس کا تعلق ہو، وہ مختلف اقوام کے مختلف مذاہب کا معاملہ ہو یا ان سے جوڑ توڑ اور معاشرتی زندگی گزارنے کا فیصلہ ہو، بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ دینِ اسلام انتہائی اعتدال اور انصاف کے ساتھ ان تمام امور کا تعیّن اور تحدید و تفصیل پیش کرتا ہے کیونکہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے نام سے جو آسمانی کتاب عطا کی ہے، اس کتاب کی تعلیمات محبت اور ادب و احترام پر مبنی ہیں، چنانچہ آج تک انسانی تاریخ میں کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکا ہے کہ کسی صحیح العقیدہ مخلص مسلمان نے کبھی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور پیغمبر کی تحقیر و توہین کی ہو، چنانچہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جتنا احترام ہے اتنا ہی احترام دیگر انبیاءِ کرام کا ہے، بلکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ کسی بھی سچے نبی کا انکار یا ان کی توہین و تحقیر کفر ہے، یہ دینِ اسلام کا قانون ہے اس کے برعکس بد قسمتی سے یہود و نصاریٰ جب راہ راست سے ہٹ گئے تو انہوں نے ایک دوسرے کے انبیائے کرام پر طعن شروع کیا۔ یہود کی تو عام عادت یہی تھی، لیکن نصاریٰ بھی اس میدان میں ان سے پیچھے نہ رہے۔ پھر ان دونوں نے مسلمانوں کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن طعن شروع کی۔ یہ نحوست ان کے گلے میں اس لیے پڑگئی کہ یہ بد بخت اب کسی برحق دین پر قائم نہ رہے چنانچہ

افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ پیغمبرِ اسلام کی توہین زیادہ تر یہود و نصاریٰ ہی کی طرف سے ہو رہی ہے یا ان کے اکسانے پر کسی دوسرے ملحد نے یہ کام سرانجام دیا ہے، لیکن **حقیقت یہ ہے** کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کی رسوائی کا یہ ایک غیبی سامان ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی کی عزت کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو اس کو پاک لوگوں کی توہین میں لگا دیتا ہے۔

مسلمانوں کے حکمرانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے پیغمبر علیہ السلام اور اپنے قرآن عظیم، اپنے بیت اللہ اور اپنی شریعت کی حفاظت کا انتظام سرکاری قوت و قیادت سے کریں۔ حکومتِ وقت اس کی پابند ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے اس قانون کو نافذ کرے جس کی وضاحت و تفصیل فقہائے کرام نے اپنے فتاویٰ میں نہایت واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ اس جرم کا مرتکب واجب القتل ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''گستاخِ رسول کے بارے میں شرعی فیصلہ'' کے نام سے جو کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے، اس میں نہایت واضح انداز سے قرآنِ کریم کی آیات اور مفسرین کی تفاسیر اور احادیث کے ارشادات اور اس کی تشریحات اور پھر مذاہب اربعہ کے فقہائے کرام کے فتوؤں کے احکام کی روشنی میں گستاخِ رسول کی سزاؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں یہ کتاب نہایت جامع ہے جس میں اختصار کے باوجود تمام مسائل پر کلام کیا گیا ہے۔

مولانا محمد شعیب حقانی صاحب فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن داد و تحسین کے قابل ہیں، جنہوں نے اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور بہترین شُستہ قلم سے اس موضوع کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو مسلمانوں کے لیے ذریعہ نجات بنائے اور فاضل مؤلف کے لیے ذریعہ جنت بنائے۔ آمین یارب العالمین

و صلى الله على نبيه الكريم و على آله و أصحابه اجمعين

فضل محمد یوسف زئی استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

جمعہ ۳ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ، مطابق ۱۰ دسمبر ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زبانی دعوے......افسوس ناک لاپروائی

شیخ الحدیث مولانا نورالہدیٰ صاحب

اس پرفتن دور میں امتِ مسلمہ جس طرح دوسرے فتنوں میں مبتلا ہوکر ایمان، آبرو و عزت، دولت وعقل اور جان کے ختم ہونے کے خطرات سے دوچار ہے، تو اسی طرح شعائراللہ بالخصوص خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی سے حیران و پریشان ہے۔ حکمرانوں میں یقیناً نہ دینی حمیت ہے اور نہ غیرت، لیکن امّت کے عام افراد کی غفلت اور لاپروائی افسوس ناک ہے۔ زبانی طور پر تو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعووں کی کمی نہیں، لیکن یہ سب دعوے گرد وغبار کی طرح ان فتنوں کی ہواؤں کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ سب **زبانی دعوے** ہوائیں اڑا کر ختم کر دیتی ہیں۔

ان حالات میں علماء کی کافی تعداد ان فتنوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر دے اور اپنے موعود اعزازات سے نوازے اور اپنی عافیت میں رکھے۔ آمین ثم آمین!

اللهم احفظنا من الشرور والفتن

ان ہی خوش قسمت حضرات میں حافظ قاری مولانا محمد شعیب صاحب بھی ہیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہترین ترتیب کے ساتھ ایک کتاب مرتب کی ہے۔ یہ کتاب باعتبار حجم کے اگرچہ چھوٹی ہے، لیکن اس اعتبار سے کہ اس میں آیات واحادیث جمع کیں ہیں اور اہلیانِ پاکستان کے ہر طبقہ اور ہر فرد کو مخاطب کر کے تنبیہ فرمائی ہے، اس لحاظ سے یہ بڑی عمدہ ہے۔ اللہ جل شانہ اس کتاب کو ہر انسان کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور مصنِّف کو قبولیت عامہ کا شرف عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

نورالہدیٰ

2-12-2010

قصہ مختصر

مفتی محمّد عبدالمجید دین پوری صاحب، مفتی محمد انعام الحق قاسمی صاحب
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

نحمده و نصلي على رسوله الكريم و على آله و اصحابه اجمعين

امابعد! اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت کے بعد ساری کائنات میں سب سے افضل اور سب سے بہتر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ایک اور شاعر نے کہا۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

جس مبارک زمین پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ جسم موجود ہے، اس زمین کی قدر و منزلت عرشِ معلیٰ سے بھی زیادہ ہے۔

ادب گاہے است زیر زمین از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اتنی عظیم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز سے بات کرنے سے انسان کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا سب سے بڑا مجرم ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی تو توبہ قبول ہوتی ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی، چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم دونوں کا حکم برابر ہے۔
(شامی ۴/۲۳۱۔۲۳۶ ط ایچ ایم سعید کمپنی)

واضح طور پر گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ اس میں انسان تو انسان بھیڑ، بکریاں، جانوروں میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو قتل کرنا افضل عبادت ہے۔ اس سے بندہ

اللہ تعالیٰ کا مقرّب بنتا ہے۔اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں عصماء یہودیہ، ابوعفک یہودی، کعب بن اشرف یہودی، ابی بن خلف، ابورافع یہودی اور ابن خطل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی بناپر قتل کیا گیا۔

عام معافی کے اعلان کی صورت میں بھی گستاخِ رسول کی معافی نہیں ہوتی۔ اس لیے توہینِ رسالت کے ارتکاب کرنے والے اور گستاخی کرنے والے کو عام آدمی سے لے کر صدر مملکت تک کوئی بھی شخص معاف نہیں کرسکتا۔ اس کو سزا کے طور پر قتل کرنا لازم ہے، ورنہ قتل میں رکاوٹ بننے والے اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور شیطان کے دوست ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بن کر دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے، خود بھی تباہ و برباد ہوں گے، اپنے ملک اور عوام کو بھی برباد کریں گے۔

اس سلسلے میں عزیز محترم مفتی محمد شعیب حقانی صاحب نے ''گستاخِ رسول کے بارے میں شرعی فیصلہ'' کے نام سے ایک مختصر رسالہ لکھا ہے۔ ماشاء اللہ مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے۔ قرآنی آیات، تفسیری وضاحت، تاریخی واقعات، فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کی کتابوں کی عبارات سے مزیّن اور مدلّل کرکے لکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے اور سوئے ہوئے لوگوں کو بیدار کرنے کا ذریعہ بنائے اور مؤلف کے لیے نجات کا وسیلہ اور صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین!

محمد عبدالمجید دین پوری	محمد انعام الحق قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ	دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی	علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۱۴۳۱/۱۲/۲۷ھ	۱۴۳۱/۱۲/۲۷ھ

(نوٹ: یہ ان دونوں حضرات کا متفقہ مضمون ہے، مؤلف)

ایک ضروری یادداشت

مفتی محمد زرولی خان صاحب
شیخ الحدیث وبانی جامعہ عربیہ احسن العلوم

ألحمدلله نحمده و نستيعنه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه، و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيات أعمالنا. من يهده الله فلا مضل له، و من يضلله فلا هادى له. و نشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له، و نشهد أن سيدنا محمداً عبده و رسوله أرسله الله تعالىٰ إلىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيرًا و نذيرًا و داعيًا إلى الله بإذنه و سراجاً منيرًا. أما بعد:

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کی اصلاح اور ارشاد کے لیے بعثت انبیاء ومرسلین کا سلسلہ سب سے مقدس بنایا ہے اور ہر دونوں مخلوقات کو ان کی اتباع کے ساتھ ان کی تعظیم اور توقیر بجالانے کا بھی حکم فرمایا ہے۔ جس طرح اتباع کی کمی خطرناک ہے اسی طرح تعظیم وتکریم میں فروگذاشت بھی، جبکہ یہ عمداً تو کسی صاحب ایمان کے لیے ایک تباہی سے کم نہیں۔ ہر دور اور ہر زمانہ میں شاتمِ رسول کی سزا اور توہین پر مشتمل کتابیں مرتب کی گئی ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی **"الصارم المسلول"** اور شہرہ آفاق فقیہ احناف کے سلسلۃ الذہب کی کڑی ابن عابدین نے **"تنبيه الولاة والحكام على احكام شاتم الرسول او احد أصحابه الكرام"** اس موضوع پر دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) ہے۔ ہندوستان کے دورِ آخر میں فتنۂ قادیانیت اور فتنہ پرویزیت اور نیچریت اور چکڑالویت جیسی اژدھائیں وجود میں آئیں۔ ان کے لیے بطور تریاق کے اولاً مولانا عبدالحق صاحب حقانی، مفسر تفسیر **"فتح المنان"** جنہوں نے **"البیان"** کے نام سے وہ طویل وعریض اور محقق علوم پر مشتمل مقدمہ لکھا، جس کے بعد کافی حد تک اہلیانِ باطل کے شوشے اور ان کی فتنہ پردازیوں کا قلع قمع ہو گیا اور پھر المحدث الکبیر فی الہند، فقیہ علی الاطلاق، آیۃ من آیات اللہ امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے اس آب وتاب اور گھن گھرج سے تحقیق وتدقیق کی اور مرزائیت اور

غیر مقلدیت کے وہ دانت کھٹے کیے جنہیں قیامت تک لاجواب اور لاعلم ہی ہونا پڑا۔ حضرت شاہ صاحب نے ضروری عقائد کی نشاندہی پر ''عقیدۃ الاسلام'' لکھی اور حیات اور نزول عیسیٰ کے مسائل کا امعان اور تعمق باور کرایا اور اس سلسلے میں تمام شکوک وشبہات کے لیے جوابات دیے کہ متکلمِ زمانہ، مفسرِ قرآن، شارح صحیح مسلم حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کو آیت ''**إنی متوفیک**......'' کے ذیل میں لکھنا پڑا کہ میری نظر میں امّت کے کسی فرد نے ایسی کتاب نہیں لکھی (فوائد عثمانیہ ذیل آیت **انی متوفیک**) اور یہ کہ اس سلسلے میں کس قدر احادیث وآثار ہیں اور ان کی اسنادی حیثیت کتنی قوی ہے آپ نے ایک دوسری کتاب مرتب فرمائی جس کا نام ہے ''**التصریح فی ما تواتر من الاحادیث فی نزول المسیح**'' جس میں سینکڑوں احادیث وآثار درجہ اجماع وتواتر میں پیش کیے اور یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے ابدنشان ہوا۔ دین کے ضروری مسائل میں بعض اوقات تاویل اور توجیہ کا سہارا لینا ہوتا ہے جو انکار سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے گویا غیر شرعی تاویل قابل مسموع نہ ہونے اور اس کے شرعی لحاظ نہ کرنے کی حدود وآداب پر مشتمل ایک لانظیر کتاب مرتب فرمائی جس کا نام ہے ''**اکفار الملحدین فی ضروریات الدین**'' اس کتاب میں حضرت شاہ صاحب نے سلطان صلاح الدین یوسف ایوبیؒ کے زمانہ کے ایک زندیق کا قصہ لکھا ہے کہ اس نے ایک شعر پڑھا

كـــأن مبـــداء هـــذا الـــديـــن مـــن رجـــل

ســعـــىٰ فـــاصبـــح يـــدعـــى سيـــد الامـــم

جس کا حاصل یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک عام آدمی ہیں، البتہ محنت و مشقت کر کے امتوں کے سردار بنے۔ علماء سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ شخص نبوت کو اکتسابی کہتا ہے، جبکہ نبوت موہوبہ خداوندی ہے۔ اس میں کسب کا کوئی دخل نہیں ہے اور نبوت کو کسبی کہنا نبی کی توہین اور انکار ہے۔ چنانچہ وہ اس توہین اور بے ادبی کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ ہمارے عزیزم مولوی محمد شعیب سلمہٗ نے بھی ''گستاخِ رسول کے بارے میں شرعی فیصلہ'' کے نام سے ایک مختصر عجالہ مرتب فرمایا ہے، موضوع کی اہمیت کے پیش نظر یہ ایک

ضروری یادداشت ہے اور اس اہم اور طویل وعریض عنوان کا اجمالی تعارف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو قبول فرمائے اور عزیزم مولوی محمد شعیب صاحب کے لیے علمی منازل اور علمی عقبات طے کرنے کی ترقیوں کا منزل آسان بنائے اور ہمیشہ اجر وثواب کے مستحق ہوں اور متلاشیانِ حق کے لیے اللہ اس کو زریں اصول وراہنما کتاب بنائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و علی آله و اصحابه اجمعین

والسلام

خیر اندیش

عاجز وفقیر

محمد زرولی خان عفی اللہ عنہ

خادم جامعہ عربیہ احسن العلوم

وخادم حدیث وتفسیر والافتاء

ابدی کامیابیوں کا مژدہ

مولانا منظور احمد مینگل صاحب

استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، أما بعد:

نبوت و رسالت محض موہبت خداوندی اور عطیہ الٰہی ہے، وہ جسے چاہتا ہے خلعت شریعت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس میں کسی طرح کے کسب ومجاہدہ کا کوئی دخل نہیں۔ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرنا ہے، تاکہ انسان حق تعالیٰ شانہٗ کی اس دعوت کو قبول کرکے ابدی اور سرمدی کامیابیوں کا مژدہ پائے۔ وہ شخص بڑا ہی شقی، بدبخت اورازلی محروم ہے، جو اللہ کی دعوت کو ٹھکرائے اور قبول نہ کرے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو نہ صرف تمام انبیاء پر ایمان لانے کی تعلیم دیتا ہے، بلکہ ان سب کا احترام بھی مسلمانوں کے دین وایمان کا جزء لاینفک قرار دیتا ہے۔

یہ بات بھی مسلم ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام کے سردار اور خاتم النبیین ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے دنیا کی تمام تر نعمتوں سے حتیٰ کہ والدین، اولاد اور اپنے نفس سے بھی بڑھ کر عزیز ومحبوب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ایک ادنیٰ سی گستاخی بھی ایک گناہگار سے گناہگار مسلمان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ کعب بن اشرف یہودی سے لے کر موجودہ صدی کے گستاخوں کو واصل جہنم کرنے میں مسلمانوں کا محض اپنے نبی سے تعلق اور محبت کا جذبہ ہی کارفرما ہے، کیونکہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم (**فداہ أبی و أمی**) کی عزت وناموس کی حفاظت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں گستاخی کرنے والا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی حرمت پر حملہ آور ہونے والا چاہے زمانہ رسالت کا بدبخت ہو یا آج کا کوئی ملعون، اس کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔

اس بات پر تمام امتِ مسلمہ کا اجماع واتفاق ہے کہ جو بھی گستاخی رسول کا مرتکب ہو چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، اس کو قتل کرنا واجب ہے، یہ سزا نہ تو کوئی معاف کرسکتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی ترمیم کرنے کا حق رکھتا ہے، چاہے وہ ملک کا صدر اور وزیر اعظم ہی کیوں نہ ہو۔

حالیہ گستاخی کے واقعات اور ان کی آڑ میں ''توہینِ رسالت'' کے قانون میں ترمیم کی مذموم کوششوں اور نام نہاد مذہبی اسکالروں کی طرف سے اس حوالے سے پھیلائے گئے شکوک و شبہات کو ختم کرنے اور گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شرعی حکم کو واضح کرنے کے لیے برادر عزیز مولوی محمد شعیب حقانی صاحب زید مجدہ نے ''گستاخِ رسول کے بارے میں شرعی فیصلہ'' کے عنون پر قلم اٹھایا ہے۔ اس مختصر سے رسالے میں فاضل مولف نے قرآن وحدیث اور مذاہب اربعہ کی روشنی میں نہایت ہی وضاحت کے ساتھ گستاخِ رسول کے بارے میں شریعت اسلام کے فیصلے کو بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف کی اس سعی جمیل کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور اسے امتِ مسلمہ کی بیداری کا سبب بناتے ہوئے ہم سیاہ کاروں کو بھی تحفظ ناموسِ رسالت کے پاسبانوں میں شامل فرمادے، آمین!

منظور احمد مینگل

جامعہ فاروقیہ کراچی

۱۴۳۱/۱۲/۳۰ھ

ایک دینی اور شرعی فریضہ

مفتی محمد عبدالمنان صاحب
دارالافتاء دارالعلوم کراچی

نحمد و نصلی علی رسوله الکریم و علی آله و أصحابه و أهل بیته أجمعین. أما بعد:

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو اللہ تعالیٰ نے بہت رفعت اور بلندی عطا فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **"ورفعنا لک ذکرک"** یعنی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلند کر دیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے لے کر آج تک پوری دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میناروں پر پکارا جاتا ہے۔آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعتِ کبریٰ کا مقامِ محمود حاصل ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو جو سزا دی وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ہے، چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو **ابتر** کا طعنہ دینے لگے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کے باقی نہ رہنے کا طعنہ دیا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشرکین کی طعنہ زنی کو برداشت نہیں کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں ''سورۃ الکوثر'' نازل فرمائی، جس میں فرمایا کہ ''**ابتر**'' یعنی ''بے نسل'' وہ لوگ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں عیب نکالنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، چنانچہ آپ کو طعنہ دینے والوں کی نسل اور خاندان کا وجود ہی دنیا سے ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی اولاد کو باقی رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ پر ایمان رکھنے والی روحانی اولاد کا ایسا سلسلہ قائم کر دیا جو قیامت تک باقی رہے گا۔

نیز صحیحین میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت **"وأنذر عشیرتک الأقربین"** نازل ہونے کے بعد کوہِ صفا پر چڑھ کر اپنے قبیلہ قریش کے لوگوں کو آواز دی اور

سب قریش کے لوگ جمع ہو گئے اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی صداقت کا اقرار لینے کے بعد ایمان کی دعوت دی تو ابولہب نے کہا:

"تباً لک یا محمد! ألهٰذا جمعتنا؟"

یعنی ہلاکت ہو تیرے لیے! کیا تو نے ہمیں اس کے لیے جمع کیا تھا؟

اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مارنے کے لیے پتھر اٹھالیا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس گستاخی اور بے باکی کو گوارا نہیں فرمایا اور اس پر سورۃ **اللھب** نازل فرمائی، جس میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"تبت یدا ابی لهب و تبّ"

جس میں ابولہب کے لیے تباہی اور بربادی کی پیشین گوئی کر دی گئی، چنانچہ ابولہب کا عبرتناک انجام ہوا۔ وہ اس طرح کہ واقعہ بدر کے سات روز بعد اس کو طاعون کی گلٹی نکلی۔ مرض کے متعدی ہونے کے خوف سے سب گھر والوں نے اس کو الگ ڈال دیا، یہاں تک کہ اسی بے کسی کی حالت میں مر گیا اور تین روز تک لاش یونہی پڑی رہی۔ جب سڑنے لگا تو مزدوروں سے اٹھوایا اور انہوں نے ایک گڑھا کھود کر ایک لکڑی سے اس کی لاش کو گڑھے میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر بھر دیے۔

تحفظِ ناموسِ رسالت تمام مسلمانوں کا دینی اور شرعی فریضہ ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہماری جانوں سے بھی بہت زیادہ ہے، جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

عن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیه من والده و ولده والناس أجمعین"

(بخاری ج ۲ ص ۷ ط قدیمی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

موجودہ دور میں وقتاً فوقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے واقعات پیش آرہے ہیں۔اس پر ملک بھر میں مسلمانوں، بالخصوص اہلِ علم حضرات کی طرف سے مخالفت جاری ہے اور حکومت کے قانون میں توہینِ رسالت کے مجرم کے لیے سزائے موت پہلے سے مقرر کردی گئی ہے جو کہ خلافِ شریعت نہیں ہے۔اب اس فیصلہ کے خلاف آواز اٹھانا یا کسی فرد یا افراد کا باوجود توہینِ رسالت ثابت ہونے کے ملزم کی رہائی کی کوشش کرنا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی بے احترامی کے علاوہ ان کی ذات سے دل و جان سے محبت کرنے والے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا ہے۔اس سے ملک وملت میں بہت ناسازگار فضا پیدا ہو رہی ہے۔اگر توہینِ رسالت کے مجرم کو عبرتناک سزا نہ دی گئی تو آئندہ اس قبیح جرم کے ارتکاب کی کوئی اور بھی جرأت کرسکتا ہے۔لہٰذا ایسے مجرم کو ایسی سزا دینا ضروری ہے کہ اس جرم کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوجائے۔

اس سلسلے میں یہ رسالہ وقت کے تقاضے کے مطابق ایک اہم کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں اور اس کو حق بات پہنچانے کا ذریعہ بنائیں۔آمین!

محمد عبدالمنّان عفی عنہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
۵۔۱۔۱۴۳۲ھ
۱۲۔۱۲۔۲۰۱۰ء

ناموس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان

مولانا عزیز الرحمٰن صاحب

جامعہ بنوریہ عالمیہ

نحمد و نصلی علی رسوله الکریم

نماز اچھی روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی حج اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جزوِ ایمان ہے اور ایک مسلمان کے لیے یہ انتہائی قیمتی سرمایہ اور عزیز ترین متاع ہے، اپنے تمام تر گناہوں کے باوجود بھی وسیلہ کامیابی ہے جس سے ایک ایمان والے کو اپنی نجات کی امید بندھتی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت اور ذلت آمیز عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔ گستاخِ رسول پر دنیاوی لعنت یہی ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ زمانہ نبوت سے لے کر آج تک سلفِ صالحین اور علمائے امّت کا اس پر اتفاق اور عمل چلا آ رہا ہے۔

آج کل عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو بہت مشفق اور مہربان تھے اپنے اوپر ہونے والی تمام زیادتیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت فرما لیا کرتے تھے اور ستانے والوں کو معاف فرما دیتے تھے، تو پھر توہینِ رسالت کے مجرم کو سزائے موت کیوں دی جائے؟

یہ ایک غلط فہمی ہے جس کی بنا پر توہینِ رسالت کے قانون کے خلاف آوازیں بلند کی جاتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہ اختیار تھا کہ وہ اپنی ذات کو ایذا پہنچانے والے کو معاف کر دیں، لیکن یہ معاف کرنا بھی تب تک تھا جب تک اس کا اثر اللہ کے دین تک

نہ پہنچے جب اللہ کے دین تک اس گستاخی کا اثر پہنچے تو پھر یہ معافی اور درگزر کا معاملہ نہیں ہوتا تھا بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا، لیکن جب اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حرمتوں میں سے کسی کو پامال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ ہی کے لیے انتقام لیا۔

لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی مسلمان کے سامنے کوئی شخص رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور توہین کرے تو اس کو معاف کرنے کا کوئی جواز نہیں کیونکہ یہ اس مسلمان کی اپنی ذات کا معاملہ نہیں کہ وہ سیرت کی پیروی کر کے اس کو معاف کر دے، بلکہ یہ تو اس مسلمان کے ذمہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ اسلام کا حق ہے کہ وہ اس مجرم کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

ایک بد بخت جو شانِ رسالت میں گستاخی کرتا ہے تو درحقیقت وہ اللہ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے، اس طرح وہ دینِ اسلام کی توہین کا مرتکب ہو رہا ہے، کیونکہ اسلام تو اتباعِ رسول ہی کا نام ہے۔ اسی طرح وہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کا ارتکاب کر رہا ہے، کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام نے نبوت محمدی کا اقرار کیا تھا اور وہ توہینِ رسالت کا ارتکاب کر کے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے عقیدے اور ایمان کو للکار رہا ہے۔

کیا ایسا بد بخت بھی معافی کے قابل ہو سکتا ہے؟

کہاں ہیں (سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کے دیوانے؟

کہ ناموسِ نبی کو پاسبانوں کی ضرورت ہے

زیرِ نظر رسالہ ''گستاخِ رسول کے بارے میں شرعی فیصلہ'' میں برادر عزیز مولانا محمد شعیب صاحب نے انتہائی فاضلانہ تحقیق کے ساتھ قرآن مجید اور احادیث کی نصوص قطعیہ سے اور ائمہ مجتہدین و مفسرین کرام کے اقوال سے اختصار کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے ملعون کی سزا یہی ہے کہ قتل کر دیا جائے۔ موصوف نے نہایت سلیس انداز

میں یہ رسالہ مرتب کیا ہے اور مستند حوالہ جات کے ساتھ اس کو مزیّن کیا ہے۔

اس رسالے کا مطالعہ ایک عام مسلمان بھی کر لے تو اس کا شرحِ صدر ہو جائے گا اس بات پر کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہی ہے۔

نیز جس کے پاس لمبی لمبی تفسیروں اور احادیث کی کتابوں کے مطالعہ کے لیے وقت نہیں، اس کے لیے یہ رسالہ کافی وشافی مواد مہیا کرتا ہے۔

بارگاہ رب العزت میں دعا والتجا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبولیت عطا فرمائے اور اس رسالے کو مرتب، قاری اور مذکورہ بالا سطور لکھنے والے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دے۔ آمین!

عزیز الرحمٰن

الجامعۃ البنوریۃ العالمیہ

سائٹ کراچی

مضبوط سہارا "دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم"

مولانا سید عدنان کاکاخیل صاحب
رئیس کلیۃ الشریعۃ، جامعۃ الرشید، کراچی

مملکتِ خداداد عجیب آزمائشوں کی زد میں ہے۔ ہر صبح ایک نئی مصیبت اور ایک نیا فتنہ لے کر طلوع ہو رہی ہے۔ داخلی خلفشار، بدامنی و مارا ماری، لوٹ کھسوٹ اور بدعنوانی کی ہوشربا داستانیں، غیر محفوظ سرحدیں اور اغیار کی جنگیں لڑتے پاسبانِ قوم، کفار کے آگے انتہائی ذلت و خواری کے ساتھ دراز کشکول گدائی اور اپنوں کے ساتھ وحشت و بربریت اور خاک و خون کا ہولناک کھیل جیسے کٹھن اور ناگفتہ بہ حالات میں اگر کوئی سہارا بن سکتا تھا یا کسی کا آسرا ہو سکتا تھا تو وہ فقط اور فقط **دامن مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اسی کے دامن، اسی کی محبت اور اسی کی امّت ہونے کا واسطہ اللہ کو دیا جاتا۔۔۔۔ خبر لے لو خیر الانام تیری امّت پر عجب وقت آن پڑا ہے۔ مگر اس جرماں نصیب قوم کی سیاہ بختی دیکھیے کہ اس نازک گھڑی میں بحث بھی چھیڑی تو کیا چھیڑی کہ کیا ناموسِ مصطفیٰ کی طرف کوئی بدباطن اپنا دست دراز کرے تو اس ہاتھ کو کاٹ دیا جائے یا قبائے نبوت کو تار تار کرنے دیا جائے۔ بدطینت اور دین فروش متجددین بڑے "مدلّل" و "مبرھن" انداز میں ڈوبتی ناؤ کے مسافروں کو تلقین کر رہے ہیں کہ خواہ قبائے نبوت تار تار ہو یا تاجِ رسالت پامال ہو تمہارے صبر و سکون میں اور تحمّل و برداشت میں سرمو فرق نہیں آنا چاہیے کہ یہی محسنِ انسانیت کی تعلیم ہے۔ دوسری جانب اہلِ فکر و نظر اور راسخین فی العلم تاجدارِ نبوت ہی کی روشن تعلیمات اور بہترین اسوہ سے مستفاد علم کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو زمین پر فساد مچانے اور انسانیت کے لئے مایہ افتخار و نازش پیمانہ کو پامال کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی۔ لہٰذا اس گستاخ کے ناپاک وجود سے اللہ کی زمین کو پاک کرنا اہل اسلام پر لازم ٹھرا ہے۔

زیرِ نظر رسالہ میں مولف نے اس اہم موضوع پر قرآن و سنت اور اجماعِ امّت سے دلائل جمع کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی جمیل کو قبول کرے اور بے ہدایتوں کے لئے ہدایت کا باعث

بنائے۔ تاہم چونکہ اس موضوع پر بحث بہت گرم کی جا چکی ہے اس لئے اس پر مزید گہرائی و گیرائی کے ساتھ تحقیق و تدقیق کر کے مفصل فیصلہ کی ضرورت باقی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ مولف موصوف کو ہی ہمت عطا فرمائیں کہ وہ اس خدمت سے بھی سرفراز ہوں۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین۔

سید عدنان کاکاخیل

جامعۃ الرشید

احسن آباد کراچی

آخری ڈھال...... عظیم سعادت

مفتی محمد نعیم صاحب

دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس

إن الحمدلله والصلاة والسلام علی سیدنا و نبینا محمد صاحب الوجه الأنور والجبین الأزهر، الذی قال الله تبارک و تعالیٰ فی حقه: "إن شانئک هو الأبتر." اما بعد:

ہر مومن کا عقیدہ اور اس کے ایمان کا حصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد اس کائنات کی سب سے برگزیدہ شخصیت رحمتِ کائنات، فخرِ موجودات، سرورِ دو عالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان، آپ کی غلامی کا طوق اس کائنات کی سب سے بڑی سعادت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ گستاخی زمین کی پشت پر ہونے والے گناہوں میں سنگین گناہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں آپ کی شان کی بلندی **"ورفعنا لک ذکرک"** میں بیان فرمائی، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی رسوائی کے لیے **"إنّ شانئک هو الأبتر"** کی وعید بھی سنائی ہے۔ اس کائنات کی مقدّس ترین ہستی کی شان میں گستاخی کرنے والا اس قابل نہیں کہ اس کو ایک سانس کے لیے بھی اس دھرتی پر گوارا کرلیا جائے۔ یہ گستاخ دراصل ایسا ناسور ہے کہ اگر اس کو انسانیت کے اجتماعی جسد سے نہ کاٹا گیا تو یہ پوری انسانیت کے لیے تباہی اور ہلاکت کا ذریعہ بن جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور ناموس میں گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ وطن خداداد پاکستان کے دستور میں توہینِ رسالت کی سزا موت مقرر ہے اور اس ناچیز راقم الحروف کا دل گواہی دیتا ہے کہ اس قانون کی برکت سے وطن اور اہلِ وطن کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی تباہی اور عذاب سے بچا کر رکھا ہے، حالانکہ قوم نے اجتماعی اور انفرادی گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے سبب اب تک کوئی ایسی کسر نہیں چھوڑی جو عذاب الٰہی سے وقایہ بن جائے۔

اگر یہود ونصاریٰ کی سازشوں سے متاثر ہوکر اس قانون میں تبدیلی کردی گئی، جیسا کہ

اب دشمنان دین اس کے لیے صف بندی کر رہے ہیں اور اپنے آلہ کاروں کے ذریعہ ایک بہت بڑے جرم کا ارتکاب کرنے چل پڑے ہیں، اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو پھر وہ مضبوط اور **آخری ڈھال** بھی ہٹ جائے گی جس کی برکت سے ہم بڑی تباہیوں سے بچے ہوئے ہیں۔ پھر جو کچھ ہوگا اور جو کچھ برسے گا اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ہمارے محترم دوست جناب مولانا محمد شعیب حقانی زید مجدھم نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کرتے ہوئے توہینِ رسالت کی سزا کے موضوع پر مدلّل اور مفصّل رسالہ لکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور عطا فرمایا۔ دل و جان سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس تحریر کو جو ضخامت میں ہلکی مگر وزن میں بہت بھاری ہے، ان کے لیے صدقۂ جاریہ اور ان کے ساتھ اس فقیر اور تمام امت کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین

الراجی رحمة ربه و شفاعة نبيه (صلی اللہ علیه وسلم)

بندہ محمد نعیم عفی اللہ عنہ

خادم الطلبہ

دارالافتاء

جامعہ اشرف المدارس کراچی

۴ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

پانچ باتیں

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی صاحب
نگران شعبہ تخصص فی الفقہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

قال تعالیٰ: ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلھم عذابًا مھینا (الاحزاب۵۷)

بلاشبہ جولوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایذاء رسانی کے مرتکب ہوتے ہیں ان پر دنیاوآخرت میں لعنت ہے اوران کے لیے رسواکن عذاب تیار کیا گیا ہے۔

پہلی بات:

اس آیت کریمہ کے اندر حق تعالیٰ شانہ اورحبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاءرسانی کے مرتکبین کا حکم بیان کیا گیا ہے اس حکم کی پہلی شق میں بتایا گیا ہے کہ ایسے مجرمین کے لیے دنیاو آخرت میں لعنت خداوندی ہے علماء بلکہ ہر پڑھا لکھا انسان جانتا ہے کہ لعنت، رحمت کی ضد ہے۔"**لعنھم اللہ**" کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاءرسانی جوان کی توہین وتنقیص کوبھی شامل ہے، اتنابڑااور سنگین جرم ہے کہ ان کے لیے رحمتِ خداوندی میں بھی جگہ نہیں ہے حالانکہ رحمتِ خداوندی کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ یااس کے رسول کی ایذاءرسانی یاتوہین وتنقیص کرنے والے کے بارے میں رحم وکرم کی اپیل یافیصلہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

اسی بنیادپرامام تیمیہ رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے"**الصارم المسلول علی شاتم الرسول**" میں لکھاہے کہ توہینِ رسالت کے مرتکب کی سزاصرف سزائے موت ہے یعنی قتل۔

آیت بالا میں بیان کردہ حکم کی دوسری شق میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کیلئے رسوا کن عذاب اور سزا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایسے مجرمین کیساتھ عزت وتوقیر یا احترام واحتشام کا برتاؤ نہیں ہوسکتا۔

دوسری بات:

اس ضمن میں دوسری بات یہ ملحوظ رہنے کے قابل ہے کہ آج کل بعض خبطی قسم کے لکھے پڑھے جاہل یہ کہتے ہیں کہ توہینِ رسالت کی سزا کا قرآن میں کہیں تذکرہ نہیں۔ ایسے نابلد اور بلید لوگ اگر مسلمان ہیں تو ان کے لیے یہی ایک آیت بھی کافی ہے اگر وہ بلید ہونے کے باوجود غلط فہمی کا شکار ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ قرآنِ کریم میں جن جن آیات میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم، تکریم اور توقیر کا حکم دیا گیا ان آیتوں کی رو سے تعظیم فرض ہے انہی آیتوں کی رو سے توہین حرام ہے اور حرام بھی ایسا حرام ہے جس کے مرتکبین کی سزا خود رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیّبہ میں موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعفک، کعب بن اشرف، ابی بن خلف، ابورافع، ابن خطل اور عصماء یہودیہ کے قتل کا حکم فرمایا تھا کیوں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو اور توہین کے مرتکب ہوئے تھے۔ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے توہینِ رسالت کے مرتکب مرد وزن کے لیے سزائے موت سے کم پر راضی نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ توہینِ رسالت کے مجرم کی کوئی اور سزا ہے ہی نہیں ورنہ ایسے لوگوں کو رحمتِ خداوندی اور مجسّمہ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم وکرم سے حصہ مل ہی جاتا۔ معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کے لیے خدا اور رسول کے دروازے بند ہیں انہیں وہاں سے ''رحم'' نہیں مل سکتا تو دنیا کے کسی ادنی اور اعلیٰ فرد کی کیا مجال ہے کہ وہ ایسے مجرمین کی سزا معاف کرے یا رحم کی اپیل کرے یا اس کی سماعت کرے۔ کیوں کہ ایسے مجرموں کو قابل معافی سمجھنا ان کے لیے رحم کی اپیل کرنا یا اس کی سماعت کرنا یہ سب ناجائز ہے۔

تیسری بات:

اس ضمن میں تیسری بات یہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ توہینِ رسالت کے مجرموں کے لیے

سزائے موت کا قانون، قرآن وسنت اور ملکی آئین کا حصہ ہے یہ شاید وہ قانون ہے جسے دونوں ایوانوں (سینیٹ اور قومی اسمبلی) سے متفقہ طور پر منظور کیا گیا ہے یہ قرارداد 2 جون 1992ء کو قومی اسمبلی میں پاس ہوئی تھی اور ملکی آئین کا حصہ بنی ہوئی ہے۔

اگر اس قانون میں ترمیم وتنسیخ کی گئی تو اس کا مطلب قرآن وسنت اور نظریہ پاکستان سے بغاوت کرنا ہوگا کیونکہ ایسی ترمیم قرآن وسنت سے بالاتر ہی ہوگی جو کہ قرارداد مقاصد سے کھلا انحراف ہوگا ایسے لوگ شرعی اور آئینی مجرم شمار ہوں گے اور وہ پاکستان پر حکمرانی کے لیے شرعی وآئینی طور پر نااہل ہو جائیں گے ان کے کسی قسم کے احکام ماننا اہل پاکستان کے لیے جائز نہیں ہوگا بالفاظ دیگر رسول نافرمانی شرعاً وقانوناً جائز ہو جائے گی۔

چوتھی بات:

چوتھی بات یہ سمجھنی چاہئے کہ توہینِ رسالت کا مسئلہ یہ خالص مذہبی معاملہ ہے اور مذہب سے ہر مسلمان کا تعلق اولین درجہ میں ہے اور سیاسی وابستگی ثانوی درجہ میں ہے اگر خدانخواستہ قانون توہینِ رسالت میں ترمیم یا تخفیف کی گئی تو پھر فیصلہ کرنا مسلمان خود شروع کر دیں گے اس لیے ہوش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ قانون عوام کے ہاتھ میں نہ دیا جائے ورنہ ایک جرم کے ازالے کے لیے کئی کئی جرائم جنم لینے لگیں گے۔

پانچویں بات:

اس موضوع پر پانچویں اور آخری بات یہ عرض کرنا حق خیر خواہی جانتا ہوں کہ اربابِ اقتدار کو چاہئے کہ وہ اقتدار کے نشے سے نکل کر اپنے پیش روؤں کی تاریخ جاننے اور پاکستان کے مقدر کو بھانپنے کی کوشش کریں۔ پاکستان کے مقدر میں شاید یہ لکھا ہے کہ ہر آنے والا جانے والے سے بدتر ہوگا اور جو بھی آج تک پاکستانی عروسۂ اقتدار سے ہم آغوش ہوا ہے اس کی واپسی اور رخصتی ندامت، ذلت اور رسوائی کے ساتھ ہوتی رہی ہے یہ ملک یہیں رہے گا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے دیوانے بھی یہیں رہیں گے مگر اقتدار کی کرسیاں خالی ہوتی رہیں گی جن لوگوں کو کرسی اقتدار پر بیٹھے ہوئے جوتے پڑتے ہوں کرسی سے الگ

ہونے پر ان کا انجام کیا ہوگا انہی اس بات کی فکر ہونی چاہئے۔ یہ ذلت تو صرف دنیوی ذلت ہے آخرت کی ذلت تو اس سے بڑھ کر ہے۔

بہرکیف اس نازک اور حساس موضوع کو ہر مسلمان اپنا فریضہ سمجھ کر کردار ادا کرنے کے لیے کمر بستہ ہے کوئی زبانِ حال سے کوئی زبان قال سے، اسی کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ ہمارے جامعہ کے ایک فاضل و متخصص مولانا محمد شعیب حقانی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر ''گستاخِ رسول کے بارے میں شرعی فیصلہ'' کے عنوان سے یہ تحریر لکھی ہے۔ یہ اس وقت کا اہم ترین موضوع ہے مؤلف موصوف نے اپنی اس تحریر پر بڑے بڑے اہل علم کی تقاریظ حاصل کر رکھی ہیں۔ تقاریظ بذات خود اس موضوع پر ایک بہترین جامع دستاویز کا درجہ رکھتی ہیں۔ بلا تصنّع ان تقاریظ کے بعد میری ان بے ربط باتوں کی ضرورت نہ تھی لیکن ایک تو موصوف کا بار بار بے حد اصرار تھا اور دوسرا اس کارِ خیر میں حصہ دار بننے کی غرض سے یہ چند سطریں لکھی ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کی یہ کاوش مسلمانوں کی رہنمائی اور حکمرانوں کی فہمائش کا ذریعہ اور خود مؤلف کی نجات کا وسیلہ ثابت ہو۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین

والسلام

بندہ رفیق احمد بالاکوٹی

بنوری ٹاؤن

۸/۱/۳۲ھ ۱۰/۱۲/۱۵ء

منتخب افراد

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

نگران شعبہ نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

یہ دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے آخری نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جس طرح دین کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے اسی طرح آخری نبی اور رسول کی عزت وحرمت بھی امّت پر فرض قرار دی ہے جس پر قرآنِ کریم، احادیث مبارکہ کی نصوص اور اجماع امّت شاہد عدل ہے۔

ہر زمانہ میں امتِ مسلمہ کے منتخب افراد اس فریضہ کو اجاگر کرتے آئے ہیں ان میں سے ہمارے عزیز مفتی محمد شعیب حقانی نے بڑی دل سوزی کے ساتھ یہ کتابچہ بنام گستاخِ رسول کے بارے میں شرعی فیصلہ مرتب کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے اور اس رسالہ کو امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے۔

محمد اعجاز مصطفیٰ

یکے از خدام حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

بابِ اول

مسلمانوں کے نام ایک پیغام

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم، أمّا بعد: فأعوذ بالله من الشیطن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَ رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا (الاحزاب ۵۷)

"عن: أنس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه:

أن النبی صلی الله علیه وسلم دخل مکه یوم الفتح، و علی رأسه المغفر، فلما نزعه، جاء رجل، فقال: ابن خطل متعلق بأستار الکعبة، فقال: اُقْتُلْهُ"

(بخاری ج ۲ / ص ۶۱۴ ط قدیمی)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بیت اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب اللہ جیسے عظیم الشان انعامات سے نوازا ہے۔ آج دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں، چاہے وہ آسمانی ہوں جیسے یہودیت اور عیسائیت یا خود ساختہ مذاہب ہوں جیسے دھریت اور مجوسیت وغیرہ، ان تمام مذاہب میں سے کسی کے پاس بھی نہ مرکزِ وحدت موجود ہے نہ غیر تحریف شدہ کتاب اور نہ ہی اپنے پیغمبر اور رہنما کے فرمودات۔

بیت اللہ:

تمام مذاہب کے مقابلہ میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے مرکزِ وحدت ''بیت اللہ شریف'' کی شکل میں دیا ہے، جو روئے زمین پر سب سے پہلے عبادت خانہ کی حیثیت رکھتا ہے، جس کے بارے میں خود قرآنِ کریم گواہی دے رہا ہے:

"إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِلْعٰلَمِيْنَ"

(آل عمران: ۹۶)

اس آیت میں بیت اللہ شریف کو روئے زمین پر انسانوں کے لیے پہلے عبادت خانے کے ساتھ ساتھ برکت اور ہدایت والی جگہ بھی قرار دیا گیا ہے، جہاں اہلِ اسلام رنگ ونسل کے امتیاز سے بالاتر ہو کر سال میں ایک مرتبہ حج کے موقع پر اپنے وحدت اور اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

کتاب اللہ:

مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی کتاب عطا فرمائی ہے، جس کے بارے میں خود خالقِ کائنات اعلان فرما رہے ہیں:

"ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ" (البقرہ : ۲)

''اس کتاب کی حقانیت وصداقت میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں''

رسول اللہ:

اسی طرح مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا پیغمبر دیا ہے، جو امام الانبیآء اور خاتم الانبیآء جیسے مبارک القابات سے ملقب ہیں۔

محترم قارئین!

جب یہود ونصاریٰ نے دیکھا کہ بہر کیف مسلمانوں کے پاس یہ قیمتی سرمایہ (بیت اللہ، کتاب اللہ، رسول اللہ) اب بھی محفوظ اور قابل احترام ہے تو موجودہ دور کے یہود ونصاریٰ بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح مسلمانوں سے جلنے لگے کہ ہمارے پاس نہ تو کوئی مرکزِ وحدت موجود ہے نہ توریت وانجیل کا کوئی اصلی نسخہ ہمارے پاس ہے (واضح رہے کہ یہود ونصاریٰ کے ہر علاقے کا اپنا اپنا تحریف شدہ توریت اور انجیل ہوتا ہے) اور نہ ہی ہمارے پاس اپنے پیغمبر کی سیرت وصورت یا کوئی مستند تاریخ موجود ہے۔ بالآخر ان بدبختوں نے حاسدین کی طرح کام شروع کیا اور سوچا کہ جب ہمارے پاس یہ قیمتی سرمایہ موجود نہیں تو مسلمانوں سے بھی ختم کرنا چاہیے۔ لہٰذا کبھی یہ کفار مسلمانوں کے مرکزِ وحدت یعنی بیت اللہ شریف کے

خلاف (**أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ**)[1] سے غافل ہوکر...... ناکام منصوبے بنارہے ہیں تو کبھی وہ کتاب اللہ میں (**إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ**)[2] سے بے خبر ہوکر...... تحریف کی ناپاک و نامراد جسارت کرتے ہیں۔ کبھی یہ لوگ اس عظیم الشان ہستی کے بارے میں جس ہستی کے چہرے کی رونق سے، جس ہستی کے رخسار کی دمک سے، جس ہستی کی آنکھوں کی چمک سے، جس ہستی کی زلفوں کے حسن سے، جس ہستی کے سینہ کی وسعت سے، جس ہستی کے مرتبہ کی رفعت سے، جس ہستی کی زبان کی فصاحت سے، جس ہستی کے کلام کی بلاغت سے، جس ہستی کے اخلاق کی عظمت سے، جس ہستی کی آمد بامقصد سے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو وجود بخشا، اس ہستی کے بارے میں کفار (**إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ**)[3] کی وعید سے نظریں چراتے ہوئے معاذ اللہ گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو! جب قیامت کا دن ہوگا تو تمام مخلوق نفسی، نفسی کی صدا لگائے گی کہ اے رب! مجھے بچالے، لیکن قیامت کے اس ہیبت ناک دن جس دن یہ زمین مٹی کی نہیں بلکہ تانبے کی ہوگی۔ سورج بالکل سر کے قریب ہوگا۔ ہر شخص پسینہ میں شرابور ہوگا، مگر اس دن بھی ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم "نفسی نفسی" کی نہیں بلکہ "امتی امتی" کی صدا لگائیں گے کہ اے میرے مولیٰ میری امت سے راضی ہوجا۔ وہ پیغمبر جو ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑا کر امت کے لیے دعائیں مانگتے رہے۔ وہ پیغمبر جو طائف کی وادیوں میں کفار کے پتھروں سے لہولہان ہوگئے۔ وہ پیغمبر جس نے امت کو دین پہنچانے کی خاطر میدان احد میں اپنے ستّر (70) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

---

[1] حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت باسعادت سے چند روز قبل یہ واقعہ پیش آیا کہ "ابرہہ نے (معاذ اللہ) کعبہ کو ختم کرنے کے لیے ایک طاقتور لشکر (جو ہاتھی سوار تھے) مکہ کی طرف روانہ کردیا جس کو اللہ تعالیٰ نے راستہ ہی میں تباہ کرکے نشانِ عبرت بنادیا۔

[2] آیت کا مفہوم یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے اور جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ فرمائے اس میں تبدیلی ممکن نہیں، لہٰذا قرآن کریم میں تحریف کا امکان ہی نہیں۔

[3] آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہی بے نسل، ناکام ونامراد ہے، جب کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا درجہ بہت ہی بلند وبالا ہے۔

کی قربانی پیش کی۔ وہ پیغمبر جس نے امّت کی خاطر میدانِ احد میں اپنے دانت مبارک شہید کروائے۔ وہ پیغمبر جس نے واقعہ معراج میں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے امّت کے لیے سلامتی کی دعا فرمائی۔ وہ پیغمبر جس نے اپنا سب کچھ دینِ اسلام کے لیے لٹا دیا۔

ارے مسلمان نوجوان! آج ہماری موجودگی میں اس پیغمبر کی شان میں گستاخیاں ہو رہی ہیں!!

اے امتِ مسلمہ کے جوانو! اس جوانی کا کیا فائدہ جس کے ہوتے ہوئے پیغمبر کی عزت پر کوئی آنچ آئے؟

اے دولت مند مسلمان! تیری دولت کس کام کی۔ جس کے ہوتے ہوئے پیغمبر کی عصمت پر حملے ہو رہے ہوں؟

اے عقلمندو! اس عقل کی کوئی ضرورت نہیں جو صرف دنیاوی کاموں میں دوڑتی پھرے اور پیغمبر کی عزت کا لاج رکھنے والا کوئی نہ ہو؟

اے سفید ریش مسلمان! تیری حالت پر تعجب اگر تو اپنی اولاد کو پیغمبر کی عظمت کے تحفظ کے لیے تیار نہ کر سکے!

صحافت کے علمبردارو، ایسی صحافت پر تف ہے جس میں تم پیغمبر کی عزت کا پرچار نہ کر سکو!

طالب علمو! تمہارا علم کب کام آئے گا اگر تم معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا دفاع نہ کر سکو؟

مسلمان ماؤں! بہنو! تمہیں بھی اپنی اولاد کو اس نبی کے نقش قدم پر چلانا ہوگا جس نے تمہیں عزت واحترام کا مقام دیا۔

غیروں کی نقالی کرنے والے نوجوانو! تم کب ہوش کے ناخن لوگے کہ اپنے پیغمبر کو اپنا اسوہ حسنہ مانو گے؟

پاک فوج کے جوانو! پولیس ورینجرز کے اہل کارو! تمہاری طاقت کا کوئی فائدہ نہیں، اگر

گستاخِ رسول اس طرح دندناتے پھریں۔

صدرِ پاکستان اور پاکستان کے وزیرِ اعظم! تمہاری صدارت اور وزارت کس مرض کا علاج؟ کہ تم مسلمان ملک کے سربراہ ہو کر بھی اپنے پیغمبر کی حرمت کا دفاع نہ کرسکو۔

وزیرو مشیرو، گورنرو! اسمبلی اور سینٹ کے ارکان! کیا تمہارے حلف اٹھانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا تذکرہ نہیں؟

منبر ومحراب کے وارثو! تمہاری خطابت بے فائدہ ہے، اگر تم اپنے خطابات میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا پرچار نہ کرسکو!

تاجرو! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملے ہوتے رہے اور تم اپنی تجارتوں میں مگن رہے تو اپنے پیغمبر کو کیا منہ دکھاؤ گے؟

زمیندارو! اگر تم نے زمینداری ہی کو اصل کام سمجھ کر پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لیے کمربستہ نہ ہوئے تو جب زیرِ زمین پہنچو گے تو کیا جواب دو گے؟

سیاسی لیڈرو! جب تمہارے خلاف کوئی بات کرے تو تم اپنے کارکنوں کو مرنے مارنے پر تیار کرتے ہو۔ کیا پیغمبر کی عزت تمہاری عزت سے زیادہ نہیں؟

قوم پرستو! کیا تم اس پیغمبر کی عزت و ناموس پر قربان ہونے کو فخر محسوس نہیں کرو گے، جس نے ہمیں قوم پرستی کی لعنت سے نکال کر کلمہ طیّبہ پر جمع کیا؟

ڈاکٹرو، صحافیو، انجینئرو کیا تمہیں اپنے مناصب پیغمبر کی عزت و ناموس سے زیادہ محبوب ہیں؟

میرے مسلمان بھائیو! ہمارا تعلق چاہے جس شعبہ سے بھی ہو ہمیں اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس کے دفاع کے لیے متحد و متفق ہو کر ان گستاخوں کو یہ بتانا ہوگا کہ مسلمان چاہے جتنا بھی کمزور ہو، وہ اپنے پیغمبر کی حرمت پر مر مٹنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اگر ہم نے اپنے پیغمبر کی عزت کی لاج نہ رکھی، خدا کی قسم! ہم سر اٹھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ دنیا میں بھی ہم کفار کے سامنے ذلیل و رسوا ہوتے رہیں گے

اور آخرت میں بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔

ایک دور وہ تھا کہ کسی کافر ملک میں بھی کوئی گستاخی رسول کا مرتکب نہیں ہوسکتا تھا آج کے دور میں اسلامی ملک (پاکستان) کے اندر سرعام شعائر اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ توہین کی جارہی ہے۔ ہم حکمرانوں سے پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا یہ ملک اس لیے بنا تھا کہ اس میں مسلمانوں کی دل آزاری ہو اور یہاں پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور شعائر اسلام کی توہین ہو؟ اگر ایسا ہے تو یہ آزادی تمہیں مبارک ہو، ہمیں ایسی آزادی کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ ہم سب کو معلوم ہے کہ یہ ملک کلمہ طیّبہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔ لہٰذا ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم حکمرانوں سے احتجاج کریں اور ہر ایسے قانون کو حتی الوسع روکنے کی کوشش کریں جس کی وجہ سے ہمارے مذہبی جذبات مجروح ہو رہے ہوں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آج یہود و نصاریٰ ہمارے ملک میں مداخلت کر کے یہاں ایسے افراد کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں جو بوجہ گستاخی رسول کے واجب القتل قرار دیے جا چکے ہیں اور دوسری طرف ہمارے حکمران بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا کر اسلامی اور ملکی قوانین کو پامال کر رہے ہیں۔

عوام سے اپیل:

آج حکومت کے ایوانوں میں توہینِ رسالت کے قانون کو ختم کرنے یا پھر اس میں ترمیم کی باتیں ہو رہی ہیں، ہم مسلمانانِ پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر حکومت نے ان باتوں کو عملی شکل دینا چاہی تو ہم سب اپنی دینی، مذہبی اور غیرت ایمانی کے جذبہ سے سرشار ہو کر اپنی اپنی طاقت کے مطابق قانون کے دائرہ میں رہ کر حکومت کو اس بات پر مجبور کریں گے کہ حکومت کو اپنا فیصلہ واپس لینا پڑے، اگر ہم اب بھی خاموش رہے تو قیامت کے دن رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حکومت کو بھی چاہیے کہ غیروں کو خوش کرنے کے لیے اپنوں کو ناراض نہ کرے ورنہ اخروی رسوائی کے ساتھ دنیا میں بھی ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہمیں امید ہے کہ یہ غیرت مند

قوم نہ تو آسیہ ملعونہ جیسی خبیثہ عورت کو ملک سے فرار ہونے دیں گے اور نہ ہی گورنر پنجاب سلمان تاثیر جیسے بددیانت لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائیں گے۔ جس گورنر کی دوڑ دھوپ گستاخِ رسول کے حق میں ہو اسے مسلمانوں پر گورنری زیب نہیں دیتی۔

بابِ دوم

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس باب میں گستاخِ رسول کی سزا قرآن، حدیث اور فقہ (مذاہب اربعہ) کی روشنی میں مختصراً پیش کی جارہی ہے، تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ گستاخِ رسول کی سزا شریعت کا قطعی فیصلہ ہے۔ اسے معاف کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ چاہے وہ صدرِ مملکت ہی کیوں نہ ہو۔

قرآن کریم:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (الاحزاب: ۵۷)

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مایہ ناز تفسیر ''تفسیر مظہری'' میں اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت، دین، نسب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وصف پر طعن کرنا اور صراحتاً یا کنایتاً یا اشارتاً یا بطور تعریض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کرنا اور عیب نکالنا کفر ہے۔ ایسے شخص پر دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی لعنت، دنیوی سزا اسے اس کو توبہ بھی نہیں بچا سکتی۔

ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دل میں نفرت کرے وہ مرتد ہو جائے گا، برا کہنا تو بدرجہ اولیٰ مرتد بنا دیتا ہے۔ اگر اس کے بعد توبہ بھی کرے تو قتل کی سزا ساقط نہیں ہو سکتی۔ آگے چل کر لکھا ہے: یہ سزا (قتل) بہر حال دی جائے گی، خواہ وہ اپنے قصور کا اقرار کرے اور تائب ہو کر آئے یا منکرِ جرم ہو۔ آگے چل کر تحریر ہے: علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ نشہ کی حالت میں بھی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) برا کہنے کے جرم کا ارتکاب کیا ہو تب بھی اس کو معاف نہیں کیا جائے گا ضرور قتل کیا جائے گا۔ آگے لکھتے ہیں: خطابی نے لکھا ہے، میں نہیں جانتا کہ ایسے شخص (گستاخِ رسول) کے واجب

القتل ہونے میں کسی نے اختلاف کیا ہو (مظہری، ص۴۳۰ ج۹ اردو ط دارالاشاعت کراچی)
یہی بات معارف القرآن میں موجود ہے صفحہ۲۹۱ جلد۷ ط ادارۃ المعارف)

تفسیر "**قرطبی**" نے لعنت کا معنیٰ کیا ہے۔

"أبعد وا من کل خیر" (ص ۲۱۴ /۱۴ دارالکتب العربیه)

یعنی گستاخِ رسول ہر خیر و بھلائی سے دور ہے۔

"**نظم الدرر**" میں مذکورہ آیت کے تحت تحریر ہے:

"ای أبعد هم و طردهم و أبغضهم ...... (والاخرة) باد خال النار"

(ج۵ /ص ۴۰۹)

یعنی ایسے لوگ (گستاخِ رسول) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں۔ ان پر غضب ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یہ لوگ جہنم رسید ہوں گے۔

"**روح المعانی**" میں ہے

"طردهم و أبعدهم من رحمته"

(ج ۲۱/ ص ۲۶۵ موسسة الرسالة بیروت)

کہ ایسے بد بخت رحمت الٰہی سے دور ہیں۔

تفسیر "**ابن عباس**" میں مذکورہ آیت کے تحت فرمایا گیا۔

"عذّبهم الله (فی الدنیا) بالقتل ...... (والآخرة) فی النّار"

(ص ۴۲۶ دارالاشراق بیروت)

یعنی گستاخی رسول کے سزا دنیا میں قتل اور آخرت میں جہنم ہے۔

تفسیر "**کبیر**" میں ہے:

"واللعن أشدا المحذورات لأنّ البعد من الله لا یرجی معه خیر"

(ج ۲۵/ص ۱۹۷ ط بیروت)

یعنی شاتمِ رسول پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے، اس کے

ساتھ بھلائی کی کوئی امید نہیں ہے۔

تفسیر **ابن کثیر مترجم** میں ہے

''یہ آیت عام ہے جو کسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دے وہ اس آیت کے تحت ملعون اور معذّب ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا گویا کہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے'' (ج۴/ص۲۹۷ط اسلامی کتب خانہ لاہور)

احادیث مبارکہ:

بخاری شریف میں ہے:

باب قتل کعب بن أشرف ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لكعب بن الأشرف؟ فانه قدآ ذى الله و رسوله، فقام محمد بن مسلمة فقال: يا رسول الله! أتحب أن أقتله قال: نعم ...... فقتلوا، ثم أتوا النبي صلى الله عليه وسلم فاخبره (ج۲ / ص۵۷۶/۵۷۷ قديمي)

کشف الباری میں مذکورہ حدیث کی تشریح میں تحریر ہے:

''جنگِ بدر میں جب مسلمانوں کو فتح ہوئی تو کعب بن اشرف کو بڑا رنج ہوا کہ مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو رہا ہے، اب دنیا میں جینے کا کوئی مزہ نہیں ...... قریش مکہ کے جو لوگ قتل ہوئے اس پر (کعب بن اشرف) نے ان کے مرثیے لکھے ...... اس پر بس نہیں، بلکہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہجو کے قصیدے لکھنے شروع کیے ...... تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا: **من لكعب بن الأشرف؟ فانه قد آذى الله ورسوله**'' کون ہے جو (اس یہودی) کو ٹھکانے لگائے؟ (قتل کرے؟) اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ میں اس کو قتل کروں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **نعم!** ہاں: ...... چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس کو قتل کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے ...... (کعب بن اشرف کے پاس پہنچ کر ایک خاص تدبیر کے تحت جب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گستاخ

رسول کے سر کو اپنے قابو میں کر لیا) تو اپنے ساتھیوں سے کہا **"دونکم"** حملہ کرو، چنانچہ انہوں نے حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شاتم (نبی) و موذی رسول کے قتل کی خبر سن کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا"

(کتاب المغازی ص۱۹۲ تا ۱۹۵ ط فاروقیہ)

صحیح بخاری ہی میں دوسرے مقام پر ہے:

"باب قتل أبی رافع ...... عن البراء بن عازب! قال: بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم رهطا إلی أبی رافع، فدخل علیه عبدالله بن عتیک بیته لیلاً، و هو نائم، فقتله ...... و کان أبو رافع یوذی رسول الله صلی الله علیه وسلم ویعین علیه ......" **(ج۲/ص۵۷۷ ط قدیمی)**

مفہوم یہ ہے کہ ابو رافع یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو طرح ایذا دیتا تھا: ایک مالی طور پر کہ اپنا مال کفار کو دیتا اور ان کو مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر ابھارتا۔ اسی طرح زبانی ایذا کا بھی مرتکب ہوتا تھا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بد بخت کو ختم کرنے کے لیے کچھ حضرات بھیجے جن کی امارت حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگائی لہٰذا انہوں نے اس گستاخِ رسول کو قتل کیا۔

بخاری میں ایک اور مقام پر ہے۔

عن أنس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه: أن النبی صلی الله علیه وسلم دخل مکه یوم الفتح و علی رأسه المغفر، فلما نزعه جاء رجل فقال: ابن خطل متعلق بأستار الکعبة فقال: أقتله

(ج۲/ص۶۱۴ ط قدیمی کتب خانه)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فتح مکہ کے موقع پر ایک آدمی نے بتایا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں (غلاف) میں چمٹا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو وہیں قتل کرو۔

ابن خطل وہ بد بخت انسان تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کیا کرتا تھا، فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان فرمایا، لیکن چند افراد کو اس معافی سے مستثنیٰ فرما دیا ان میں سے ایک یہ بھی ہے جس کا اس حدیث شریف میں تذکرہ ہے یعنی ابن خطل جیسا کہ فیض الباری ص ۱۱۱/۴ دار المامون میں ہے (باقی تفصیل کے لیے کشف الباری کتاب المغازی ص ۵۰۳ مکتبہ فاروقیہ ملاحظہ ہو)

"فتح الباری شرح صحیح البخاری" میں ہے:

من رأى منكم ابن خطل فليقتله ...... و كان ابن خطل يهجو رسول الله صلى الله عليه وسلم بالشعر ...... و أخرج عمر بن شبه ...... من حديث السابت بن يزيد قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم استخرج من تحت أستار الكعبة عبدالله بن خطل، فضربت عنقه صبرا بين زمزم و مقام ابراهيم (الجزاء الثامن ص ۱۹ ـ ۲۰ دارالكتب العلمية بيروت)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو شخص ابن خطل کو دیکھے اس کو قتل کرے۔ ابن خطل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوتا تھا لہٰذا ابن خطل کو بئر زمزم اور مقامِ ابراہیم کے درمیان قتل کیا گیا۔

"سنن أبي داؤد" میں ہے

"عن علي رضي الله تعالىٰ عنه: أن يهودية كانت تشتم النبي صلى الله عليه وسلم، و تقع فيه فخنقها رجل حتى ماتت: فأبطل رسول الله صلى الله عليه وسلم دمها" (ج ۲/ص ۶۰۰ مير محمد كتب خانه كراچي)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتی تھی، پس ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹا حتیٰ کہ وہ مرگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون باطل قرار دیا۔''

"فضل المعبود" جو کہ ابوداؤد شریف کی شرح ہے اسکی جلد ۵ صفحہ ۳۰۲ پر تحریر ہے۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کو قتل کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص ایسی گالی دے جو صریحاً قذف ہو تو وہ (شخص) اجماعاً کافر ہے، اگر وہ (شخص) تائب بھی ہو جائے تو قتل ساقط نہیں ہوتا، کیونکہ ایسے قذف کی سزا قتل ہے اور یہ سزا توبہ سے بھی ساقط نہیں ہوتی''۔

"عون المعبود" میں تحریر ہے:

"ان ساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل ......

إنه لا خلاف فی ان سابه من المسلمین یجب قتله ......

و قال مالک: من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الیهود والنصاری قتل الإأن یسلم ...... (ص ۴۳۸/۷ دارالحدیث قاهره)

اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شاتمِ رسول کی سزا بہر حال قتل ہے۔

"ترمذی" میں ہے

عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: دخل النبی صلی اللہ علیه وسلم عام الفتح و علی رأسه المغفر، فقیل له: ابن خطل متعلق بأستار الکعبة قال: اقتلوه"

(ج ۱ / ص ۲۹۸ ط قدیمی کتب خانه) ابواب الجهاد عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

"تحفة الأحوذی" میں مذکورہ حدیث کی تشریح میں لکھا ہے:

"اقتلوا وان وجدتموهم تحت استار الکعبة

(ص ۳۳۸/۵ ط بیروت)

ابن خطل سمیت چند اور گستاخانِ رسول کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو قتل کرو اگرچہ تم انہیں کعبہ کے پردوں (غلاف) میں پاؤ۔

فقہائے کرام کے اقوال:

فقہ حنفی:

من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اھانہ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم مثلا من امتہ او غیرھا و سواء کان من اھل الکتاب او غیرہ ذمیًا کان او حربیًا سواء کان الشتم او الھانۃ والعیب صادرًا عنہ عمدًا او سھوًا او غفلۃً او جدًا او ھزلًا فقد کفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابدا .... و حکمہ فی الشریعۃ المطھرۃ عند متاخرین المجتھدین اجماعا و عند المتقدمین القتل قطعا ولا یداھن السلطان و نائبہ فی حکم قتلہ

(۳۸۶/۴/خلاصۃ الفتاوی ط رشیدیہ کوئٹہ)

یعنی جس نے (چاہے مرد ہو یا عورت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی جسارت کی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین یا ذات پر کوئی عیب لگایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے کسی وصف پر نکتہ چینی کی، تو چاہے یہ گستاخ مسلمان ہو یا غیر مسلم، یہودی ہو یا عیسائی، یا اہل کتاب کے علاوہ اور کوئی دین رکھنے والا ہو، ذمی کافر ہو یا حربی کافر، چاہے گستاخی واہانت بطور عمدًا ہو یا سہوًا، سنجیدگی سے ہو یا بطور مذاق، ہر حال میں ایسا گستاخ دائمی طور پر کافر ہوا، اس کی توبہ قبول نہیں اور شریعت مطہرہ میں تمام مجتہدین کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے، بادشاہ یا اس کے نائب کو اس سزا میں کسی قسم کی رعایت کرنے سے احتراز لازم ہے۔

"**البحر الرائق**" میں ہے

فالساب بطریق أولیٰ، ثمّ یقتل حداً عندنا، فلا نقبل توبتہ فی إسقاطہ القتل" **(ج۶/ص ۱۲۵ ایچ ایم سعید)**

عبارت مذکورہ کا واضح مطلب یہی ہے کہ شاتمِ رسول کو قتل کیا جائے گا اور یہ سزا بطورِ شرعی حد کے لاگو ہوگی۔ اس کی توبہ سے قتل کی سزا ساقط نہیں ہوگی۔

علامہ شامی کے رسالہ "**تنبیہ الولاۃ والحکام**" میں ہے:

إذا سب الرسول صلى الله عليه وسلم، أو واحداً من الأنبياء عليهم السلام، فانه يقتل حدّاً ولا توبة له اصلاً: (ص۳۲۷)

یعنی جو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یا انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی ایک کی شان میں بھی گستاخی کرے، تو اس کو حداً قتل کیا جائے گا۔

مسلک احناف کی مشہور فتاویٰ "**شامی**" میں ہے

"**مطلب في حكم سبّ الذمي النّبي صلى الله عليه وسلم: قوله و سبّ النبي صلى الله عليه وسلم......" فلو أعلن بشتمه أو اعتاده قتل، ولو امراة، و به يفتي اليوم ...... اذا طعن الذمي في دين الاسلام طعنا جاز قتله، و لهٰذا أفتى أكثرهم بقتل من أكثر من سب النبي صلى الله عليه وسلم من أهل الذمه، و ان أسلم بعد أخذه: ان سبه عليه الصلوٰة والسلام، أو نسبه مالا ينبغي إلى الله تعالىٰ ...... يقتل به، و ينتقض عهده:**

(ج۴/ ص۲۱۳ . ۲۱۵ ط ایچ ایم سعید)

مذکورہ بالا عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ذمی کافر مسلمانوں کے ملک میں معاہدہ کے تحت رہتے ہوئے مسلمانوں کو جزیہ ادا کرتا ہو اور اس نے شعائرِ اسلام میں سے کسی ایک کی توہین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کھلے عام کیا تو اس کو قتل کیا جائے گا خواہ یہ قتل سیاستاً ہو یا تعزیراً ہو یا قانوناً۔

ملکِ پاکستان کے اندر بھی اقلیت ذمی کے حکم میں آتے ہیں لہٰذا یہاں بھی اگر کسی نے ان جرائم (شعائر اسلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین) کا ارتکاب کیا تو حکومت کی طرف سے اس کی سزا بھی قتل ہے۔

وضاحت:

اگر کوئی ذمی کافر گستاخی رسول کا ارتکاب کرے تو بعض احناف کے ہاں اس کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ ختم نہیں ہوگا لیکن معاہدے کے ختم نہ ہونے سے قتل کی سزا ساقط نہیں ہوگی بلکہ اگر

ذمی علانیہ لوگوں کے سامنے گستاخی کا ارتکاب کرے تو اس کو تعزیراً قتل کیا جائے گا اور اس حکم میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔ اسی پر اکثر احناف کا فتویٰ ہے۔

فتاویٰ "**شامی**" میں ہے:

لا ينبغي أن يفهم من عدم الانتقاض أنه لا يقتل، فإن ذالک لا يلزم، و ليس في مذهبنا ماينفي قتله ...... إن ما بحثه في النقض مسلم مخالفته للمذهب، و أما بحثه في القتل فلا أئ لما علمته آنفا من جواز التعزير بالقتل ولما ياتي من جواز قتله إذ أعلن به ...... أفتى به أكثر الحنفية إذا أكثر السب ...... إذ أعلن به ...... فلم تكن مخالفا للمذهب ...... بأنه يقتل ...... لكن علمت تقيده بالاعلان ...... جواز قتل المرأة إذ أعلنت بالشتم

(ج۴/ص ۲۱۵.۲۱۶ ایچ ایم سعید)

"**تنبيه الولاة والحكام**" میں ہے:

"أما الذمي إذا صرح بسب أو عرض أو استخف، فلا خلاف عندنا في قتله" (ص ۳۵۲)

یعنی جب ذمی صراحتاً اور استخفافاً گستاخی کا ارتکاب کرے تو اس کے قتل میں کوئی اختلاف نہیں۔

فقہ شافعی:

فقہ شافعی کی مشہور کتاب "**التهذيب**" میں ہے

من سبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقتل حدّاً

(ص ۵۰۶/۷ ط دار الكتب العلمية)

یعنی جو بھی گستاخی رسول کا مرتکب ہوگا اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا۔

"**الإيصال في المحلى بالأثار**" (جو کہ ابن حزم الاندلسی کی مشہور تصنیف ہے جو پہلے شافعی تھے) میں ہے

"إن كل من آذى رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو كافر ...... يقتل

ولا بذٔ" (ج ۱۲/ص ۴۳۹ ط بیروت)

یعنی جو کسی بھی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دے وہ کافر ہے اس کو ضرور بالضرور قتل کیا جائے گا۔

"**الحاوی الکبیر**" میں ہے:

فأما سب رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو ما ينقض به عقد الهدنه و عقد الذمة، و كذالك سب القرآن" (ج ۱۴/ص ۳۸۳ ط بیروت)

یعنی اگر ذمّی کافر گستاخی رسول کا ارتکاب کرے، تو اس کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ ختم ہوگا (اور اس کو جرح کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔)

فقہ مالکی:

فقہ مالکی کی کتاب "**حاشية الدسوقي**" میں ہے:

(و ينقض) عهده ...... و سب نبي ...... كما وقع بعض نصارىٰ مصر لعنة الله (مسكين محمد ...... قال مالك حين سئل عن هذا اللعين أرى أن يضرب عنقه (ج ۲/ص ۵۲۵.۵۲۶ ط بیروت)

یعنی اگر ذمی توہینِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارتکاب کرے تو اس کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ ختم ہوگا، جیسے کہ مصر کے بعض ملعون عیسائیوں نے یہ جرم کیا جب امام مالک رحمہ اللہ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی گردنیں اڑادی جائیں۔

"**شرح الزرقانی**" میں ہے

"**(و ينقض) بواحد من سبعة (بقتال) و سب نبي**"

(ج ۳/ص ۲۶۰ ط بیروت)

اس سے بھی توہینِ رسالت کی صورت میں ذمی کے معاہدہ کے ختم ہونے کا تذکرہ ہے (جبکہ نقضِ عہد کی وجہ سے وہ مباح الدم ہو جاتا ہے)

"**الذخیرہ**" میں ہے:

"و إن سب الله تعالیٰ أو رسوله علیه السلام، أو غیره من الأنبیاء علیهم السلام قتل حدًا لا تسقطه التوبه، فان اظهار ذالک منه یدل علی سوء باطنه فیکون کالزندیق لا تعلم توبته"

(ج۳/ص ۴۵۹۔۴۶۰ دارالغرب الاسلامی بیروت)

یعنی اگر کوئی انسان (معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوۃ والسلام یا انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی ایک کی بھی توہین کرے تو وہ واجب القتل ہے اور توبہ سے اس کی سزا ختم نہیں ہو سکتی۔

فقہ حنبلی:

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب "**المغنی**" میں ہے:

"فصل فی نقض العهد ...... قیل لابن عمر: إن راهبا یشتم رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: لو سمعته لقتلته، إنالم نعطی الأمان علی هذا ...... فیمن سب النبی صلی الله علیه وسلم أنه یقتل بکل حال، و ذکر أن أحمد نص علیه" **(ج۱۰/ص ۶۲۳۔۶۲۵ ط دارالفکر)**

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے کہا کہ ایک راہب (عیسائیوں کا پیشوا) نے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر میں گستاخانہ کلمات سنتا تو میں اس کو قتل کرتا (پھر آگے جا کر تحریر ہے) کہ شاتمِ رسول کو ہر حال میں قتل کیا جائے گا اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دلائل دیئے ہیں۔

"**کتاب الفروع**" میں ہے:

"إن ساب النبی صلی الله علیه وسلم یقتل ولو أسلم ...... و أن ساب النبی صلی الله علیه وسلم یقتل ...... فلا یسقط بتوبة"

(ج۳/ص ۴۸۱ ط دارالکتب العربی)

یعنی شاتمِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیا جائیگا اور اس کی توبہ کرنے سے اس سے قتل

کی سزا ساقط نہیں ہوسکتی۔

"هداية الراغب" میں ہے

"أو ذكر الله أو كتابه أو رسوله بسوء، انتقض عهده)، لأن هذا ضرر يعم المسلمين، و حل دمه و ماله" (ج۲/ص ۴۲۱ ط بیروت)

یعنی جب کسی ذمی نے اللہ تعالیٰ یا قرآنِ کریم یا پیغمبر کی شان میں گستاخی کی تو اس کا معاہدہ ختم ہوگیا اوران جرائم کے ارتکاب سے چونکہ تمام اہل اسلام کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے لہٰذا ایسے گستاخ کا قتل کرنا حلال ہے۔

اجماعِ امت:

آپ نے گستاخِ رسول کی سزا کے بارے میں مفسّرین، محدّثین اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے اقوال ملاحظہ فرمائے اس وجہ سے شاتمِ رسول کی سزا کے بارے میں اجماعِ امّت منعقد ہو چکا ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مایہ ناز تصنیف (جو اس موضوع پر کافی اہمیت کی حامل ہے)"**الصارم المسلول على شاتم الرسول**" میں ہے

"حكاية الإجماع على قتل الساب، إن من سب النبى صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر، فأنه يجب قتله، هذا مذهب عليه عامة أهل العلم"

(ص ۱۱ دارالحديث قاهره)

یعنی جو بھی گستاخی رسول کا ارتکاب کرے، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، اس کو قتل کرنا واجب ہے اور اس پر اہلِ علم کا اجماع ہے۔

"**السيف المسلول**" میں ہے:

"أجمعت الامة على قتل منتقصه من المسلمين و سابّه"

(ص ۹۲ ط دار ابن حزم)

یعنی اس پر پوری امّت کا اجماع ہے کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔

منکرِ اجماع کا حکم:

لہٰذا اگر کوئی شخص باوجود جاننے کے گستاخِ رسول کی شرعی سزا ماننے سے انکار کرے تو ایسا شخص بالواسطہ خود توہینِ رسالت کا مرتکب ہو رہا ہے اور بوجہ انکارِ اجماعِ امّت ایسا شخص ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

جیسا کہ **"فتاویٰ شامی"** میں ہے

"انـه یـکـفر بإنکار ما أجمع علیه بعد العلم به ...... إن مخالف الإجماع یکفر" **(ج۴/ص۲۲۳ ایچ ایم سعید)**

"تنبیه الولاة والحکام" میں ہے:

"أجـمـع العلماء أن شاتمه کافر، و حکمه القتل، و من شک فی عذابه و کفره، کفر" **(ص۳۲۷)**

انسانیت کے ناطے گستاخِ رسول سے ہمدردی کا حکم:

اگر کوئی شخص اجماعِ امّت کا انکار تو نہ کرے بلکہ یہ کہے کہ میں گستاخِ رسول کیساتھ بوجہ انسانیت کے نرمی اور دوستی کا معاملہ رکھتا ہوں تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ ایک طرف ایک بد بخت انسان یعنی شاتمِ رسول کا مسئلہ ہے اور دوسری طرف وہ ہستی ہے جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو وجود بخشا اور تمام جہاں والوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا، لہٰذا یہ تاویل بھی قابل قبول نہیں۔ جبکہ کفار اور دینِ اسلام سے مذاق کرنے والوں کے ساتھ دوستی شرعاً ممنوع ہے۔

جیسا کہ **"سورہ المائدہ"** میں ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ" **(۵۷)**

آیت میں مسلمانوں کو کفار اور دینِ اسلام سے مذاق کرنے والوں کے ساتھ دوستی سے منع کیا گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ گستاخِ رسول کافر اور سب سے بڑھ کر اسلام سے تمسخر کرنے والا ہے۔

محبت کے ناطے گستاخِ رسول سے ہمدردی کا حکم:

اور اگر کسی شخص کو گستاخِ رسول سے محبت ہو، اس وجہ سے اس کے حق میں آواز بلند کرتا ہو تو یہ بھی قرآن وحدیث کی رو سے صحیح نہیں، کیونکہ قرآنِ کریم کا اعلان ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (الاحزاب ٦)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ مومنین کے ہاں اپنی جانوں سے بھی زیادہ ہے

اسی طرح **"بخاری شریف"** میں ہے:

"لایومن احدکم حتّی أکون أحب إلیہ من والدہ وولدہ والناس أجمعین" (ج ۲/ص ۷ قدیمی کتب خانہ)

یعنی جب تک انسان اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب نہ رکھے تو وہ انسان (کامل) ایمان کو حاصل کر ہی نہیں سکتا۔

"مسلم شریف" میں ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألمرء مع من احب"

(ص ۱۰۸۸ ط دارالکتب العربی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں جس کی محبت جس کے ساتھ ہوگی قیامت میں بھی اس کے ساتھ حشر ہوگا، لہٰذا کوئی مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ قیامت کے دن اس کا حشر گستاخِ رسول کے ساتھ ہو۔

خلاصہ کلام:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرمت پر حملہ آور ہونا چاہے تو ایسے گستاخ کی سزا قتل ہے۔ یہ سزا نہ تو کوئی معاف کرسکتا ہے اور نہ ہی اس میں ترمیم کرسکتا ہے لیکن یہ قتل کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان حکمران قدرت کے باوجود ایسے گستاخوں کو قتل کرنے میں مخلص نظر نہ آئے تو اس سے بڑی بے غیرتی اور رسوائی اور کیا ہوسکتی ہے کہ ہمارے ہوتے ہوئے گستاخِ رسول زندہ ہو۔

لہٰذا اگر کسی غیرت مند مسلمان نے جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر کسی گستاخِ رسول کو واصل جہنم کیا تو ایسا مسلمان شرعاً قابل مواخذہ نہیں، بلکہ قابل تعریف وثواب ہے۔

"لن یجعل اللہُ للکفرین علی المومنین سبیلاً" (النساء ۱۴۱)

"الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں ہے:

"نصر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و توقیرہ واجب ...... و قتل سابہ مشروع کما تقدم، فلو جاز ترک قتلہ لم یکن نصراً ولا تعزیراً ولا توقیراً، بل ذالک أقل نصرہ لأن ساب فی الدنیا و نحن متمکنون منہ، فان لم نقتلہ مع ان قتلہ جائز لکان غایۃ فی الغذ لان و ترک التعذیر لہ و التوقیر"

(ص ۲۳۰ و فیہ ایضاً)

إن ھٰذا و أن کان حدًا فھو قتل حربی أیضًا، و صار بمنزلۃ قتل حربی تعتم قتلہ، و ھٰذا یجوز قتلہ لکل أحد، و علی ھذا یحمل قول ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فی الراھب الذی قیل لہ انہ یسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لو سمعتہ لقتلتہ **(ص ۲۱۹/۲۲۰)**

"فتاویٰ شامی" میں ہے

"و جمیع الکبائر ...... یباح قتل الکل و یثاب قاتلھم" (ج۴ ص ۶۴)

تنبیہ الولاۃ والحکام میں ہے:

"لاشک أن ھذا الساب الشقی اللعین اقبح الکبائر" (ص ۳۳۴)

مذکورہ بالا عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کا دفاع کرنا مسلمانوں پر واجب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا (معاذ اللہ) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر بالعموم اور حکمرانوں پر بالخصوص لازم ہے کہ ایسے بدبخت حملہ آور کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ اگر باوجود قدرت کے بھی مسلمان خاموش رہے، تو یہ انتہائی ذلت کی بات ہوگی۔ ایسا گستاخ تمام

کبائر کے قبیح ترین جرم کا مرتکب ہوا ہے، لہٰذا وہ مباح الدم ہو چکا ہے۔ (فتاویٰ بینات ج ا ص ۹۸۔۱۰۶ کتاب العقائد میں اس موضوع پر تفصیلی بحث موجود ہے)

خاتمہ:

ذیل میں مولانا مقصود احمد شہید رحمہ اللہ کی کتاب ''غازی علم دین سے غازی عامر چیمہ تک'' سے عہد رسالت تا دور حاضر، کے گستاخوں کے نام اور ان کو ختم کرنے والے خوش نصیبوں کے نام (بعینہ) نقل کیے جا رہے ہیں۔ تا کہ معلوم ہو کہ یہ صرف کتابی فیصلہ نہیں بلکہ اس پر ہر دور میں عمل بھی ہو چکا ہے۔

بدبخت گستاخوں کے نام اور ان کے ختم کرنے والے خوش نصیب

گستاخ کا نام	انجام/قتل کرنے والے کا نام	سن وقوعہ
ابی بن خلف	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۳ھ
بشر منافق	حضرت عمر رضی اللہ عنہ	......
عقبہ بن ابی معیط	حضرت علی رضی اللہ عنہ	۲ھ
ابولہب	موذی بیماری میں مر گیا	......
اروہ زوجہ ابولہب	فرشتے نے گلا گھونٹ دیا	......
ابوجہل	دو ننھے مجاہدوں معاذ و معوذ رضی اللہ عنہما نے قتل کیا	۲ھ
ولید بن مغیرہ مخزومی	بدر میں ایک مسلمان کی تلوار سے ناک کٹ گئی	۲ھ
امیہ بن خلف	حضرت بلال رضی اللہ عنہ	۲ھ
نصر بن حارث	حضرت علی رضی اللہ عنہ	۲ھ
عصما (یہودی عورت)	نابینا صحابی عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ	۲ھ
ابوعفک	حضرت سالم بن عمر رضی اللہ عنہ	۳ھ

کعب بن اشرف	حضرت ابونائلہ رضی اللہ عنہ	۳ھ
ابورافع	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ	۳ھ
ابوعزہ جمع	حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ	۳ھ
حارث بن طلال	حضرت علی رضی اللہ عنہ	۸ھ
ابن خطل	حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ	۸ھ
حویرث نقید	حضرت علی رضی اللہ عنہ	۸ھ
قریبہ (گستاخ باندی)	فتح مکہ کے موقع پر قتل ہوئی	۸ھ
نامعلوم گستاخ	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ	......
ایک گستاخ عورت	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گورنر نے دانت اکھاڑ دیئے	......
ایک گستاخ شخص	خلیفہ ہادی نے قتل کروادیا	......
ریجی فالڈ (عیسائی گورنر)	سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ	......
دو گستاخ عیسائی	سلطان نورالدین زنگی نے قتل کروائے	۵۷۷ھ
ابراہیم فرازی	قاضی ابن عمرو کے حکم پر قتل کیا گیا	......
یولوجیئس پادری	فرزند عبدالرحمٰن اندلس	۸۵۹ھ
فلورا (عیسائی عورت)	حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا	۸۵۱ھ
''میری'' (عیسائی عورت)	حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا	۸۵۱ھ
پادری پرفیکٹس	قاضی اندلس نے قتل کروادیا	......

یوحنا	قاضی اندلس نے قتل کروادیا	......
اسحٰق پادری	حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا	۸۵۱ھ
سانکو پادری	حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا	۸۵۱ھ
جرمیاس پادری	حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا	۸۵۱ھ
جانتبوس پادری	حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا	۸۵۱ھ
سیسی نند پادری	حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا	۸۵۱ھ
پولوس پادری	حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا	۸۵۱ھ
تھیوڈ میری پادری	حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا	......
آئیزک پادری	قاضی اندلس نے قتل کروادیا	......
راجپال	غازی علم دین شہید رحمہ اللہ	۱۹۲۷ء
نتھورام	غازی عبدالقیوم شہید رحمہ اللہ	۱۹۳۴ء
ڈاکٹر رام گوپال	غازی مرید حسین شہید رحمہ اللہ	۱۹۳۶ء
چرن داس	میاں محمد شہید رحمہ اللہ	۱۹۳۷ء
شردھانند	غازی قاضی عبدالرشید رحمہ اللہ	۱۹۲۶ء
چنچل سنگھ	صوفی عبداللہ شہید رحمہ اللہ	۱۹۳۸ء
میجر ہردیال سنگھ	بابو معراج دین شہید رحمہ اللہ	۱۹۴۲ء
کلکتہ میں ایک گستاخ	امیر احمد شہید، عبدالعزیز شہید رحمہما اللہ	......

عبدالحق قادیانی	حاجی محمد مانک رحمہ اللہ	۱۹۶۷ء
بھوشن عرف بھوشو	بابا عبدالمنان مدظلہ	۱۹۳۷ء
چودھری کھیم چند	منظور حسین شہید، عبدالعزیز شہید رحمہما اللہ	۱۹۴۱ء
ایک گستاخ سکھ	غازی عبدالرحمٰن شہید رحمہ اللہ	......
نینو مہاراج	عبدالخالق قریشی	۱۹۴۶ء
لیکھرام آریہ سماجی	نامعلوم مسلمان	......
ویر بھان	غیرت مند مسلمان	۱۹۳۵ء
اپل سنگھ	غازی غلام محمد شہید	......
پادری سیموئیل	غازی زاہد حسین	۱۹۱۶ء
نعمت احمر عیسائی	غازی محمد فاروق	۱۹۹۴ء

آخر میں گزارش ہے کہ ہم روزانہ کم از کم ایک تسبیح یعنی سو مرتبہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف پڑھنے کو اپنا معمول بنائیں، بہترین اور آسان درود شریف نماز والا درود ہے باقی جس کو جو درود آسان ہو وہی اپنا معمول بنائے۔

اللّٰھم صلّ وسلّم علی سیّدنا محمّد و علیٰ آلِ و اصحابِ محمّد

بندہ ناچیز آپ سے دعاؤں کی درخواست کے ساتھ رخصت چاہتا ہے۔

والسلام

محمد شعیب حقانی

فاضل و متخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن

کراچی

انشاءاللہ عنقریب شائع ہونے والی کتاب

مقام مسجد

فضائل ،تعمیر، آداب

نظام مسجد کی اہمیت

از قلم

مفتی محمد شعیب حقانی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

انشاء اللہ عنقریب شائع ہونے والی کتاب

فتح البرہان

فی

لباب القرآن

ہر سورت کا ماقبل کیساتھ ربط

شان نزول، فضائل، خواص

اور آیات کا انتہائی مختصر خلاصہ

مستند تفاسیر کے حوالہ جات کیساتھ

از قلم

مفتی محمد شعیب حقانی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن